لطیفہ۹

شرائط تلقین اذکار مختلفہ جو مشائخ میں جاری وساری رہے ہیں وفضیلت ذکر جلی بر خفی

(در بیان شرائط تلقین اذکار مختلفہ موضوعہ مشائخ وفضل ذکر جلی بر خفی)

قال الاشرف:

الذکر عبارة عن المداومة علی الکلمة الطیّبة

ترجمہ:۔حضرت اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا ذکر نام ہے کلمہ طیّبہ پڑھنے کی پابندی کا۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ خدائے تعالیٰ کے اذکار عشق الٰہی کے میخانہ کی شراب ہے اور آبِ رداں اور کبھی نہ ختم ہونے والے چشمہ کا پانی ہے جو بالکل پوشیدہ طریقہ سے پیاسے کے حلق اور ناطق کے دہن میں پہنچتا ہے مقصود کونین اور وجود خافقین (کائنات) اور جو کچھ اس میں ہے اسی شراب اور اسی پانی کے ایک گھونٹ کا اثر ہے۔

بیت

مٹی ذکر است از میخانہ عشق
جہاں یک جرعہ از خمخانہ عشق

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ہ [1] اور ان کا رب انہیں پاکیزہ شراب پلائے گا۔

سے مراد یہی شراب ہے۔ جب عالمِ غیب سے ایک گھونٹ اس شراب کا حصار وجود میں پہنچتا ہے تو اس کا پرتو دل طالب میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔تب وہ انتہائی مستی اور ذوق میں سرخوشی اور شوق سے جمالِ ذوالجلال کی طلب میں مشغول ہو جاتا ہے۔اس وقت غوغائے بشریت مغلوب ہو جاتا ہے اور جسمانی اشغال وشغف مٹ جاتے ہیں نفسانی تحریکیں اور شخصی خواہشات فنا ہو جاتی ہیں۔

جب تلقین ذکر اور اس کی شرائط کی بات چھڑی تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اس بارے میں صاحب ''بدایہ،، نے بہت کچھ لکھا ہے جن کا تذکرہ ''مرصادالعباد'' [2] میں بہت زیادہ ہے بلکہ اپنے اصحاب کو اس کے مطالعہ کی تاکید فرمایا کرتے تھے اس کام کی ابتدا میں اہم ترین شرط یہ ہے کہ ذکر کو کسی شیخ کامل اور صاحب تصرف سے حاصل کیا جائے کہ فوائد کلی اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ذکر تقلیدی اور چیز ہے اور ذکر تحقیقی اور ہے

[1] پ۲۹ الدھر۲۱ [2] کتاب مرصادالعباد کی فصل دوازدہم تا چہاردہم اس پر مشتمل ہے۔

http://Ashrafi.org

لوگوں کے منہ سے سن کر یا ماں باپ سے سن کر اس ذکر کو یاد کر لینا ذکر تقلیدی ہے۔

شعر

صدف گر باشد از دریائے تحقیق
بہ از لُولُوئ تقلیدی بتصدیق

ترجمہ:۔سیپ اگر دریائے تحقیق سے ہو تو وہ اس موتی سے بدر جہا بہتر ہے جو تقلیدی ہے۔

اگر چہ یہ ذکر دفع شیطان کے لئے کافی ہو جاتا ہے لیکن حصول مقصود اور وصول معبود اس سے شاذ و نادر ہی ہوتا ہے جس طرح ایک تیر گر کی دکان سے تیر لے لیا جائے اس سے دشمن سے مدافعت تو کی جاسکتی ہے لیکن اس تیر کی بات ہی کچھ اور ہے جو بادشاہ کے ترکش سے لے لیا جائے، اُس سے سب دشواریاں ہٹا دیں گے۔

بیت

اگر تیری بود از ترکش شاہ
امان بخشد جہانرا از ہدف گاہ

حضرت قدوۃ الکبرٰ نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ حضرت نجیب الدین سہروردی قدس سرہ سے منقول ہے کہ شیخ شمس الدین صوفی جامع شیراز کے امام تھے ان کے تمام اوقات ذکر و تلاوت اور گونا گوں عبادات میں بسر ہوتے تھے۔لیکن انہوں نے کسی شیخ سے تلقین ذکر حاصل نہیں کی تھی ایک دن انہوں نے واقعہ میں اپنے ذکر کو نور کی صورت میں دیکھا کہ اُن کے منہ سے نکل کر زمین میں اُتر گیا ہے۔ دل میں کہا کہ یہ کوئی اچھی علامت نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں وارد ہے:۔

اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ[1] اسی کی طرف چڑھتے ہیں پاک کلمے۔

انہوں نے اس کے خلاف پایا وہ سمجھ گئے کہ اس کا باعث یہ ہے کہ مشائخ سے ذکر کی تلقین حاصل نہیں کی ہے۔پس فوراً وہ شیخ روز بہان بقلی کے کسی مرید سے رجوع ہوئے اور ان سے تلقین ذکر حاصل کی۔اسی رات انہوں نے واقعہ میں مشاہدہ کیا کہ اُن کا ذکر نور کی صورت میں صعود کر رہا ہے (بلندی پر جا رہا ہے) اور اس نے آسمان کو پھاڑ دیا ہے۔اس کے بعد وہ شیخ الشیوخ کی خدمت میں پہنچے اور پھر بڑا مرتبہ حاصل کیا۔

شرائطِ ذکر

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ذکر بغیر ادب اور اس کی شرائط پوری کئے چنداں سود مند نہیں ہوتا اس لئے میں سب سے پہلے اس کی چند شرائط بیان کرتا ہوں، ان شرائط کو پورا کیا جائے تا کہ ذکر اور فکر کے ثمرہ سے بہرہ اندوز ہو سکیں۔

اوّل شرط یہ ہے کہ مرید کو ارادت میں صادق ہونا چاہیئے اور پیر کے ہر حکم کی بجا آوری میں اس طرح ہو

---

[1] پ۲۲ فاطر ۱۰

http://Ashrafi.org

جیسے پیر پر عاشق ہو۔

شعر

مراور ایچ تدبیری نباشد

مرید ار عاشقِ پیری نباشد

دوم یہ کہ اس میں دردِ طلب ہو اور راہِ سلوک کا پورا پورا جذبہ ہو۔

بیت

اگر ترہ نوداز ترلش شاہ

امان بخشد جہانرا از ہدف گا

ترجمہ:۔ مردِ راہ اگر اصلی درد نہیں رکھتا تو اس کا علاج سوائے درد راہ کے کچھ نہیں ہے۔

سوم یہ کہ خلق سے گھبرائے اور ذکر سے مانوس ہو۔

قال الاشرف من اشتغل بالخلق لایکون طالباً للخالق. حضرت اشرف نے فرمایا جو خلق میں مشغول رہا وہ خالق کا طالب نہیں بن سکتا۔

ہر حالت میں اوّلاً عوام کی عادات کو ترک کرے اور عوام کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ترک کرے تا کہ سب سے الگ ہو کر ذکر کی پناہ میں آجائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۵ ۱ پھر انہیں چھوڑ دیجئے اس حال میں کہ وہ اپنی کج بحثی میں کھیلتے رہیں'

چہارم شرط یہ ہے کہ جب ذکر کو مستقل اور ہمیشہ کے لیے اپنائے اور اختیار کرے تو اس کی بنیاد پختہ اور استوار توبہ پر رکھے۔ تمام گناہوں سے باز رہے۔

یہ شرائط جو بیان کی گئی ہیں اگر ان کی مخالفت کی جائے گی تو ذکر کا تصرف زیادہ نہیں ہو سکتا۔

آدابِ ذکر

پہلا ادبِ ذکر تو یہ ہے کہ ذکر کرتے وقت پورا وضو کرے اگر غسل کر سکے تو اور بھی بہتر ہے کہ دوست کا ذکر کرتے وقت اعدائے کفار نفس سے مقابلہ ہے اور بغیر ہتھیار کے مقابلہ دشوار ہوتا ہے۔

جواں گراژدر پیکار باشد

ولی بی اسلحہ بی کار باشد

ترجمہ:۔ جواں مرد کیسا ہی شیر جنگ کیوں نہ ہو اگر جنگ میں اس کے پاس ہتھیار نہیں تو وہ بے کار ہے۔

جیسا کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الوضوء سلاح المومن وضو مومن کا ہتھیار ہے۔

دوسرا ادب یہ ہے کہ کپڑے پاک پہنے۔ سنت کے اعتبار سے لباس کی پاکیزگی کی چار شرطیں ہیں: ۱۔ نجاست سے پاکی ۲۔ مظلمہ سے پاکی (وہ لباس جو کسی سے بالجبر و ظلم حاصل نہ کیا ہو۔)

۱پ ۷ انعام ۹۱

۳۔حرمت سے پاک یعنی لباس خالص ریشم کا نہ ہو۔

۴۔تکبر اور رعونت سے پاک ہو(یعنی کوتاہ ہو) جیسا کہ ارشاد ہے:۔وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْہ ای فقصر اور اپنے کپڑے پاک رکھیئے،یعنی کوتاہ رکھیئے)

تیسرا ادب یہ ہے کہ ایسا گھر انتخاب کرے جو خالی ہو پاک وصاف ہو۔چھوٹا ہو اور تاریک ہو کہ ایسا گھر اثر کے لئے اچھا ہوتا ہے۔ چنانچہ گوشہ نشیں گنجہ نے فرمایا ہے:۔

سکندر بتاریکی آورد رائی — کہ خاطر بتاریکی آید بجائی

نہ بینی کزین قفل زرّین کلید — بتاریکی آرند جوھر پدید

ترجمہ: سکندر نے تاریکی میں فیصلہ کیا کیونکہ تاریکی میں یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔تو نے نہیں دیکھا کہ اس سنہری چابی والے تالے سے تاریکی میں جوہر ظاہر ہوتے ہیں۔

اگر قدرے خوشبو بھی جلائی جائے (عودلوبان وغیرہ) تو زیادہ اچھا ہے

چوتھا ادب یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور ہر وقت مربع ہو کر بیٹھنا منع ہے(دونوں پاؤں بچھا کر) لیکن ذکر کے وقت منع نہیں ہے۔ کہ حضرت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرمانے کے بعد اسی جگہ مربع صورت میں تشریف فرما ہو کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے، یہ سلسلہ آفتاب کے طلوع ہونے تک جاری رہتا۔ذکر کا بہترین وقت رات ہے خصوصاً سحر کے وقت،اس لئے کہ رات میں حواس ظاہری کا تصرف عالم محسوس میں نہیں رہتا جب عالم محسوس سے باز رہا تو حواس کی توجہ باطن کی طرف زیادہ کی جا سکتی ہے۔

چو فارغ گشت مرد ازکار محسوس
شدہ در باطنی اسرار جاسوس

ترجمہ:محسوسات کے کام سے جب انسان فارغ ہو جاتا ہے تو پھر وہ اسرار باطن کی طرف توجہ کرتا ہے اور ان کا جاسوس بن جاتا ہے

اس وقت وہ واردات غیبی اور الہامات خداوندی کا ادراک کرسکتا ہے۔یہی سبب تھا کہ بارگاہ الٰہی سے۔یَآاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ الَّیْلَ ۲ پ۲۹ المزمّل ۱ کا خطاب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک میں پہنچا(یعنی اللہ تعالیٰ نے ذکر کے لیے آپ سے رات کے وقت اٹھنے کو فرمایا کہ "اے کمبل پوش رسول رات کے وقت اٹھیے) اور اس طرح بیداری شب کی خلعت آپ کے قد زیبا کو پہنائی گئی۔حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ نے اس شب بیداری کی سعادت کی طرف اشارہ کیا ہے۔فرماتے ہیں:۔

چون چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد — با فقر گر بود ہوس ملک سنجرم

---

۱ پ۲۹ المدثر ۴ ۲ پ۲۹ المزمّل ۱

http://Ashrafi.org

سر چون قلم زلوح دجودم بریدہ باد گرتا بپای دوش فرود آیداین سرم

تا یافت جان من خبراز ملک نیم شب صد ملک نیم روز بیک جونمی خرم

ترجمہ: شاہ سنجر کے چتر کی طرح میرے بخت کا چہرہ بھی سیاہ ہو جائے اگر اس فقر کے ہوتے ہوئے بھی میں ملک سنجر کی آرزو کروں۔ خدا کرے کہ میرا سرلوحِ وجود سے اس طرح اڑا دیا جائے جس طرح قلم کا سر قلم کرتے ہیں اگر میرا یہ سر کسی غیر کے لیے جھکے۔ جب سے میری جان کو ملک نیم شب (شب بیداری) کی خبر ملی ہے کہ اگر کوئی ملک نیم روز مجھے ایک جو کے بدلہ میں دینے پر تیار ہو تو بھی میں اس کو نہیں خریدوں۔

اس راہ کا مدار مشقت پر ہے اور رات کی عبادت دن کی عبادت سے زیادہ دشوار اور مشکل ہوتی ہے۔

قطعہ

یدوم العز ثمّ ینام لیلاً یغوص البحر من طلب اللّآلی

ومن ادام العلیٰ من غیر کدٍ اضاع العمر فی طلب المحال

ترجمہ: ہمیشہ کی عزت ہے اگر رات کو طلب کرے۔ جو گوہر کا طالب ہے وہ بحر میں غوطہ لگائے جو کوئی بغیر کوشش کے بلندی چاہتا ہے وہ طلب محال میں عمر ضائع کرتا ہے۔

طریق تعلیم طالب صادق، مبتدی

کیفیت ذکر گفتن: ذکر کے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھے دل کو حاضر کرے اور آنکھوں کو بند کرے اور نہایت تعظیم کے ساتھ **لاالٰہ الااللہ** سے ذکر کا م آغاز کرے۔ یہ پاک کلمہ اتنی قوت کے ساتھ ادا کرے جتنی کہ اس میں ہے۔ بلند آواز سے یہ کلمہ کہے۔ تلقین ذکر کی دوسری شرطیں یہ ہیں:۔

مرید شیخ کی وصیت ونصیحت سے تین روز تک روزہ رکھے۔ اگر طے کے یہ تین دن ہوں تو اور بھی اچھا ہے۔ ان دنوں میں یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہمیشہ باوضو رہے اور ہر وقت ذکر کرتا رہے خواہ ادھر ادھر آتا جاتا ہو مگر پھر بھی دل میں ذکر کرتا رہے۔ لیکن لوگوں سے ملنا جلنا کم کردے۔ اور زیادہ بہتر تو یہ ہے کہ ان تین دنوں میں خلوت گزیں رہے۔ صرف ضرورتاً کلام کرے۔ افطار میں زیادہ کھانا نہ کھائے۔ اور شب کو ذکر میں جاگ کر گزارے۔ یا جس طرح بھی طالب کا مقتضائے طبیعت ہوا تنا ہی جاگے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ فرزند تنگر قلی چونکہ امیر زادہ تھے جب وہ تلقین کے شرف سے مشرف ہوئے تو ان کو ''طے،، کے لیے میں نے نہیں کہا۔ چونکہ نازک طبع تھے صرف ان سے تین روزے رکھوائے گئے۔ القصہ اس کے بعد شیخ کے حکم سے غسل کرے اور غسل میں غسل اسلام کی نیت کرے۔ جس طرح جب کوئی شخص (غیر مسلم) دین اسلام میں داخل ہوتا۔ تو سب سے پہلے غسل اسلام کرتا اس کے بعد حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کلمہ طیبہ پڑھاتے۔ پس جب اسلام مجازی کے لیے غسل لازمی ہے تو اس اسلام حقیقی کیلیئے اور بھی ضروری اور اولیٰ ہے۔

http://Ashrafi.org

غسل میں جب پانی جسم پر ڈالے تو اس وقت یوں کہے" خداوندا! وہ جسم جو ناپاک تھا اس کو میں پانی سے پاک کررہا ہوں۔ الٰہی! تو میرے دل کو جو خداوند کی انگلیوں میں ہے اپنی عنایت کی نظر سے اور معرفت کے نور سے پاک فرمادے۔،، جب غسل کر چکے تو عشاء کے بعد شیخ کی خدمت میں حاضر ہو۔ اور قبلہ رو ہو کر شیخ کے مقابل میں بیٹھے اور شیخ کی پیٹھ قبلہ کی طرف ہو۔ اس وقت شیخ اس کے مناسب حال جو کچھ وصیت اور شرط مناسب ہے وہ اس کو کرے اور تلقین کے اسرار اور ذکر کے خواص اس کے صلاحیت اور اہلیت کے مطابق بیان کرے اور وجود جسمانی کی تعریف کرے (اس کی معرفت سے آگاہ کرے) کہ جو عالم کبریٰ کا نمونہ ہے۔ اگرچہ اس وجود جسمانی کو عالم صغریٰ کہتے ہیں لیکن حقیقت میں عالم کبریٰ ہے۔ لیکن اس طرح جو فہم مرید میں آسکیں اور طالب پر نظر کرتے ہوئے اس کی جمعیت خاطر کے لیے چند کلمات بھی کہہ دے۔

مرید شیخ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے اور اپنے ہاتھ رانوں پر رکھے اور دل کو تمام چیزوں سے ہٹالے۔ اپنی قوت تصرف سے اس کے دل کو اپنی طرف حاضر کرے۔ مرید اپنا منہ شیخ کی طرف رکھے۔ اور بصد نیاز شیخ کا خیال دل میں رکھے (شیخ کے دھیان کے سوا اور کچھ دل میں نہ ہو) شیخ پہلے اُس کو درود شریف تین مرتبہ تلقین کرے۔ اور ایک دفعہ بڑے سکون اور طمانیت کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ طیّبہ کہے۔ مرید بھی اس کے بعد شیخ جیسی آواز میں لاالٰہ الاّاللّٰہ بہت زور سے کہے! شیخ پھر دوسری مرتبہ اسی طرح کہے اس طرح تین بار اس کی تکرار کرے۔

ہمارے بعض مشائخ کا ارشاد ہے کہ لاالٰہ الاّ اللّٰہ کو شیخ مرید کے سامنے کہے اور مرید اس کو گوش ہوش سے سنے اس کے بعد مرید کہے اور شیخ سنے۔ جب مرید کلمہ پڑھے تو شیخ کو چاہیے کہ وہ مرید کو کلمہ شروع کرنے کی جگہ اور ختم کرنے کی جگہ بتادے یہاں تک کہ تین مرتبہ یکے بعد دیگرے کہے، اس کے بعد شیخ دعا کرے اور مرید اس دعا پر آمین کہے۔ پھر شیخ اسی طرح تین بار درود شریف پڑھے۔ جس طرح پہلے تین مرتبہ پڑھا تھا۔ اس کے بعد شیخ عطاء تلقین یوں کرے کہ جس طرح میں نے اپنے پیروں اور مشائخ سے اس کو پایا ہے وہ میں تجھ کو دیتا ہوں۔ مرید اس کو قبول کرے۔ جب تین بار اس طرح تلقین ہو جائے تو اُٹھے اور فاتحہ پڑھے اور قبولیت کے لئے تکبیر کہے اور اپنے خلوت خانہ میں چلا جائے اور وہاں قبلہ رو ہو کر مربع (دونوں زانو بچھا کر) بیٹھے اور موافق ترتیب کے ختم ذکر میں مشغول ہو جائے۔

ذکر کے اطوار و انداز

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ذکر کے طور اور ڈھنگ بہت سے ہیں لیکن صرف تین اشارے بیان کئے جاتے ہیں کہ نفی کی ابتداء داہنی طرف سے کرے اور بائیں طرف اثبات کرے۔ کیونکہ دل بائیں جانب واقع ہے۔ توجہ سے ذکر سخت اور بلند آواز سے پے بہ پے کرے۔ دل میں اس ذکر کے معنی پر غور کرے اور وسوسوں اور خواطر کی نفی کرے چنانچہ جب معنی لاالٰــــہ الاّالـلّٰـــــہ پر غور کرے گا۔ تو ہر دوسہ جو دل میں پیدا ہوتا ہے اس سے اس کی نفی ہو جاتی ہے۔ اور یہ تین خواطر مشہور ہیں۔ چنانچہ ضرب

http://Ashrafi.org

اس طرح لگائے کہ میں کوئی چیز نہیں چاہتا، میں کچھ طلب نہیں کرتا، اور سوائے خداوند تعالیٰ کے میرا کوئی محبوب اور مقصود نہیں ہے۔ سوائے اللہ کے تمام خاطر کی لا اِلٰہ سے نفی کردے اور ارادہ ثلاثہ میں مبالغہ کرے یعنی لا مقصود الااللّٰہ ولا محبوب الااللّٰہ ولاموجود الااللّٰہ جب مرید ذکر میں خوب ڈوب جائے اور گرمی پیدا ہوجائے تو پھر لاموجود الا اللہ کے ارادہ کے سوا اور کچھ خیال میں نہ لائے۔ بلکہ اس ارادہ میں اتنا مبالغہ اور سعی کرے کہ خود کو اور تمام موجودات کو اس شہود میں محو کردے۔ یہاں تک کہ اپنا شعور بھی باقی نہ رہے۔ اور مرید پر اس آیہ کریمہ کا مفہوم واضح ہوجائے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ه وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِ كْرَامِ جو بھی زمین پر ہے سب کو فنا ہے اور باقی ہے آپ کے رب کی ذات جو عظمت اور بزرگی والا ہے۔

بیت

چنان درذکردل منظور گردد
کہ ذاکر ذکر یک مذکور گردد

ترجمہ: ذکر میں دل اس قدر محویت اختیار کرجائے کہ ذاکر اور ذکر ایک ہوجائیں۔

جب ذاکر دریائے شہود سے نکل کر ساحل وجود پر آجائے تو کچھ دیر مراقبہ کرے اور جس سے اس کو دلی تعلق ہو اپنی نظروں سے اسکو بھی دور کردے اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ اثنائے ذکر میں شیخ کی ولایت سے مدد طلب کرے اور لا اِلٰـہ کی نفی سے اس تعلق قلبی کو منقطع کردے اور اس چیز کی محبت کی جڑ کو دل سے اکھاڑ پھینکے۔ الااللّٰـہ (اثبات) کے تصرف سے حق تعالیٰ کی محبت اس مجازی محبت کی قائم مقام بنادے۔ پس اسی طریقہ سے اسی ترتیب پر ہمیشہ عمل کرے تاکہ رفتہ رفتہ اپنے تمام محبوب اور مالوف چیزوں سے اس کا دل فارغ ہوجائے۔

ع

باخانہ جای رخت بود باخیال دوست
ترجمہ: خیال دوس سے گھر کو سجالے۔

ذکر میں جب مداومت ہوتی ہے تو اس سے اہتار و بے خودی پیدا ہوتی ہے۔ صوفیہ کے یہاں اہتار یہ ہے کہ ذکر کے غلبات سے ذاکر کی ہستی اس ذکر کے نور میں سما جائے اور ذکر اور ذاکر ایک ہوجائے اور علائق وعوائق (تعلقات وروابط) کا بار اس کے وجود سے اتر جائے اور دنیا اور عالم جسمانیات سے سبکبار ہوکر عالم روحانیات میں آجائے (اس کو اہتار کہا جاتا ہے) سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

سیرو اسیق المفردون!قیل منهم دیکھو کہ مفردون تم سے سبقت لیگئے! کہا گیا ہے

۱؎ پ ۲۷ الرحمٰن ۲۶، ۲۷

یارسول اللّٰہ قال الذین یھتدون بذکر اللّٰہ حتی وضع الذکر عنھم اوزارھم فوردوا القیامۃ خفافا.

یارسول اللّٰہ! مفردون کون لوگ ہیں۔ فرمایا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے بوجھوں کو ان کے ذکر الٰہی نے اتار پھینکا ہے۔ اور یہ لوگ قیامت میں سبکبار ہوکر وارد ہوں گے۔

دل تو خلوت گاہ حق ہے کہ فرمایا گیا ہے:۔

لایسعنی ارضی وسمائی وانما یسعنی قلب عبدے المومن

(ارض وسما کہاں تری وسعت کو پا سکے،، میرا ہی قلب ہے کہ جہاں تو سما سکے)

کیونکہ بادشاہ دل کی بارگاہ میں غیروں کا گزر جب ہوتا ہے تو وقار وحدت اس کا مقتضی ہوتا ہے کہ وہاں تفرید کردی جائے (صرف فرد باقی رہے وہاں اور کوئی نہ ہو) پس جب لا الہ کا دربان اور نگہبان بارگاہ دل کو زحمت اغیار سے خالی کردے تو سلطان الا اللّٰہ کی تجلّی کی آمد آمد کا منتظر رہنا چاہیے (کہ اب دل میں سلطان الا اللّٰہ تشریف فرما ہوگا) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۵ ؎۱

توجب آپ (تبلیغ رسالت کے کاموں سے) فارغ ہوں تو (عبادت وریاضت) میں محنت فرمائیں (صرف) اپنے رب کی طرف راغب رہیں۔

شعر

جا خالی کن کہ شاہ ناگاہ آید

چون خالی گشت شہ بخرگاہ آید

ترجمہ: جگہ خالی کر کیونکہ اچانک شاہ آنے والا ہے۔ جب جگہ خالی ہوگی تو خرگاہ سے شاہ آئے گا۔

تلقین ذکر کی مثال

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ تلقین ذکر کی مثال درخت کے اس بیج کی طرح ہے جو بویا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک مثال بیان کی ہے

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً کیا آپ نے نہ دیکھا اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی

کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ پاک کلمہ کی کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے۔

اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ ۵ ؎۲ جس کی جڑ (زمین میں) مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔

اور وہ شجر کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللّٰہ ہے۔ جب مزاولت اور مداومت کے ساتھ اس درخت کی پرورش ہوگی تو اس جڑیں اور جڑوں کے ریشے دل سے تمام اعضاء جوارح تک پہنچیں گے اور پھر سر سے پیر کے ناخن

؎۱ پ ۳۰ نشرح ۸ ؎۲ پ ۱۳ ابراھیم ۲۴

http://Ashrafi.org

تک کوئی ایسی جگہ نہیں رہے گی کہ جہاں شجرہ ذکر کے ریشے اور سوتے نہ پہنچ جائیں۔ چونکہ اس جڑ کی کشت کاری شیخ کے ہاتھوں سے زمین قالب میں ہوتی ہے اس لئے شجرہ ذکر کی شاخ آسمان دل تک پہنچ جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:۔

اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِی السَّمَآءِ ۱؎ — اس کی جڑ (زمین میں) مضبوط ہے اور اسکی شاخیں آسمان میں ہیں

اس مقام اور منزل پر پہنچ کر زبان سے ذکر کو دل لے لیتا ہے اور خود صریحاً کلمہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ کہنا شروع کر دیتا ہے جب دل ذکر کو شروع کر دے تو اس وقت ذکر زبان کو روک دینا چاہیے تاکہ دل زیادہ سے زیادہ ذکر کر سکے۔ کیونکہ ذکر زبان سے اس کو تشویش ہوتی ہے۔ پس جب دل ذکر سے رک جائے تب زبان سے ذکر کرنا چاہیئے تاکہ دل رفتہ رفتہ پورے طور پر ذاکر بن جائے۔ غرضکہ ذکر دل کو ذکر زبان سے مدد پہنچاتا رہے تاکہ شجرِ ذکر پرورش پاتا رہے اور اوپر کو بڑھتا رہے اور پھر اپنے کمال کو پہنچ جائے اور اس کی نہایت حضرت جل وعلا ہے اور اس سلسلہ میں فرمایا گیا ہے کہ:

اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ یَرۡفَعُهٗ ۲؎ — اسی کی طرف چڑھتے ہیں پاک کلمے اور نیک عمل کو اللہ بلند فرماتا ہے۔

شگوفہ مشاہدہ

جب یہ شجرہ طیبہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس میں مشاہدے کے شگوفے آنے لگتے ہیں اور پھر مشاہدات کے یہ شگوفے رفتہ رفتہ مکاشفات اور علم لدنی پھل لانے لگتے ہیں فرمایا گیا کہ:

تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَهَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ۳؎ — ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے رب کے حکم سے۔

ان پھلوں کا اصل مقام وحدت ہے۔ پہلے تخم توحید بویا جاتا ہے پھر اس کی پرورش کرتے ہیں۔ تب اس سے ثمرہ وحدت حاصل ہوتا ہے اور یہ ایک بڑا راز ہے اور آفرینش سے مقصود یہی نکتہ ہے

بجز توحید در گیتی دگر نیست ۔۔۔ درخت کون را بہ زین ثمر نیست

ترجمہ:۔ سوائے توحید کے اس دنیا میں کچھ اور نہیں اور درخت وجود کا اس سے بہتر اور کوئی پھل نہیں ہے۔

یہ اسرار مسکونات غیب کا خلاصہ، ہیں، اور جو گوہر اسرار کہ غیب کے خزانوں میں مدفون ہیں سب ان موتیوں کے لئے سیپ ہیں۔ اور آیت کریمہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ ۴؎ — اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔ (اللہ) تمھارے لئے تمھارے اعمال کو درست فرمادے گا۔

۱؎ پ۱۳ ابراھیم ۲۴ ۲؎ پ۲۲ فاطر ۱۰ ۳؎ پ۱۳ ابراھیم ۲۵ ۴؎ پ۲۲ الاحزاب ۷۰

http://Ashrafi.org

میں اسی صلاحیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ہر شخص کے لیے بقدر صحت وقدرت اس شجرہ کی پرورش کرنے میں صلاح وفلاح ہے اوران میں ایسے صاحبان دولت بھی موجود ہیں جو سلطنتِ حقیقی تک پہنچ جاتے ہیں۔جیسا کہ ارشاد ہے:

وَاذْكُرُوْااللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ [1] اوراللہ کو کثرت سے یاد کروتا کہ تم کامیابی حاصل کرو۔

ذکر کےاقسام

شیخ ابوالوفا خوارزمی قدس سرہٗ نے ذکر کے اقسام جومعدن معانی اورمخزن سجانی ہے حضرت قدوۃ الکبرا سے دریافت کیےتو انہوں نے فرمایا کہ ذکر چار قسم کا ہے۔ایک وہ کہ زبان پر ہولیکن دل میں نہ ہو۔دوسرے وہ جو زبان پر بھی ہواور دل میں بھی ہو۔''شکر زبان دل کا مرے ترجمان ہے،،لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دل اس سے غافل ہوتا ہے اور دوسری چیز میں مشغول ہوتا ہے لیکن زبان اپنا کام کرتی ہے۔ یعنی ذکر میں مشغول رہتی ہے۔تیسرے وہ کہ زبان بھی ذکر میں مشغول ہوتی ہے اور دل بھی۔چوتھے وہ کہ دل ذاکر ہوتا ہے اور زبان خاموش رہتی ہے۔یہ حقیقت ذکر ہے۔کہ دل بولے اور زبان چپ رہے، یہ انتہائے مقام (ذکر) ہے اس مقام پر دل کا ذکر سماعت میں آتا ہے۔جس طرح صرف زبان سے ادا کرنے میں کان سنتے ہیں لیکن دل اس سے غافل رہتا ہے۔اسی طرح یہاں دل ذاکر ہوتا ہے کان اس ذکر کو سنتے ہیں اور زبان اس سے غافل ہوتی ہے یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے کہ اس مقام میں دل زبان بن جاتا ہے اور زبان دل بن جاتی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ سلطان المشائخ (حضرت معروف کرخی قدس سرہ) کے زمانہ میں ایک صوفی تھے وہ کثرت کے ساتھ ذکر دل میں مشغول رہتے تھے اور خود اپنے کانوں سے دل کا ذکر سنتے تھے۔وہ جنگلوں اور بیابانوں میں اس گمان سے نکل کر چلے گئے کہ جس طرح میں ذکر دل سن رہا ہوں اور تمام دنیا بھی سنتی ہوگی۔حضرت شیخ معروف کی خدمت میں یہ بات عرض کی گئی اور دریافت کیا گیا کہ کیا دوسرے لوگ بھی اس کو سنیں گے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس ذکر کو صاحب ذکر کے علاوہ کوئی اور نہیں سن سکتا۔البتہ اگر کوئی صاحب دل ہو اور اس مقام پر پہنچ گیا ہو اور اس ذکر کی لذّت سے آشنا ہو تو وہ سن سکتا ہے۔

از دُرِ دریای دل دردمند — جز صدف دل نبود بہرہ مند
ہمدم دریای دل خویش شو — ورنہ ازین بحر بساحل کرو

ترجمہ:۔دریائے دل دردمند کے موتی سے صدف دل کے علاوہ کوئی بہرہ مند نہیں۔اپنے دل کے دریا کا ہمدم بن جا ورنہ اس دریا کو ساحل بنالے۔

---

[1] پ۲۸ جمعہ۱۰

http://Ashrafi.org

حضرت قدوۃ الکبرا نے فتاویٰ صوفیہ سے یہ قول نقل فرمایا کہ:۔

’’اس کتاب فتاویٰ صوفیہ کے مرتّب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والدمحترم سے یہ بات سنی کہ وہ اپنے محترم والد کا یہ واقعہ بیان کرتے تھے اور یہ صاحب شیخ کبیر کے خلفاء اور فقرا میں سے تھے (درویش دوست بزرگ تھے) کہ میرے والدمحترم رحمتہ اللہ علیہ شیخ مذکور کے فقیروں (خلفاء) میں سے ایک فقیر کے پاس تشریف لے گئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ تھا (مولف فتاویٰ صوفیہ کے والد) میں اس وقت کم سن تھا لیکن ذی فہم تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں دونوں حضرات گفتگو کرنے لگے اور میں ذکر الٰہی سن رہا تھا اور یہ دونوں گفتگو میں مشغول تھے میں اس ذکر اور اس کے ذاکر سے بہت متحیر ہوا کہ اس وقت حجرہ میں ان دونوں حضرات کے اور میرے علاوہ کوئی چوتھا شخص نہیں تھا۔ جب ہم لوگ واپس ہوئے اور والدمحترم حجرہ سے باہر نکلے تو میں نے والدمحترم سے عرض کیا کہ ایسا واقعہ پیش آیا۔ تب انہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ اس فقیر کے دل کا ذکر تھا تمہیں مبارک ہوا ے فرزند کہ تم نے وہ ذکر سن لیا تم کو اللہ تعالیٰ مقام فقرا کی رسائی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ اللہ کے ولی ہوئے۔

ذکر کلمۂ نفی واثبات

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ تخصیص ذکر لا الٰہ الاّ اللّٰہ میں دوسروں کے اذکار سے پہلے قرآن پاک کے ارشادات سنو جو اس کے اختصاص کے گواہ ہیں۔

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی ۱؎ (پارہ ۲۶ سورۂ فتح آیت ۶۲) اور اللہ نے لازم کر دیا ان پر تقویٰ کا کلمہ

اور یہ کلمہ تقویٰ لَا الٰہ الّا اللّٰہ ہے اور اس کا نام کلمہ تقوی اس لیے رکھا گیا کہ بندہ جس وقت گویا ہوتا ہے تو اس کے دل میں جو نور توحید موجود ہے اس سے وہ اس کلمہ کو کہتا ہے۔ پس جب وہ انتہا کو پہنچے گا پل صراط پر تو یہی نور اس کو آتش دوزخ سے بچائے گا، یہ نور ٹھنڈک ہے جو آگ کے شعلہ کو دباتی ہے کیونکہ یہ نور رحمت کا نور ہے اور یہ رحمت مومن کو نصیب ہوتی ہے اس کے پروردگار کی طرف سے پس بندہ نے جب اس رحمت کو زبان سے کہا تو نور توحید سے اپنے دل کو روشن کر لیا۔ اور اس روشنی سے اپنے سینہ کو منور کر لیا اور گویا اسی چمک کے نور سے انسان ہوا۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ حضرت شیخ ابوالحسن نوری کو نوری کہنے کی یہ وجہ تھی کہ جب وہ ذکر کرتے تھے تو ان کی زبان سے نور نکلتا تھا اور ادھر اُدھر پھیل جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک اور ارشاد یہ ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۲؎ اے مومنو! اللہ سے ڈرو۔ اور سیدھی بات کہو۔

۱؎ پ۲۶ سورہ فتح ۲۶ ۲؎ پ۲۲ الاحزاب ۷۰

http://Ashrafi.org

یعنی قولو اقول لا الٰہ الا اللّٰہ (یعنی قول لا الہ الا اللّٰہ کہو) رسالہ مکیہ میں آیا ہے (صاحب رسالہ مکیہ تحریر فرماتے ہیں:

وکل قلب احب اللّٰہ وارضاہ وقربہ وادناہ واراد ان یوصلہ الیٰ مقام النبوۃ ان کان فی زماننا اومقام الولایہ فھوتعالیٰ یسلط الذکر علیٰ ذالک القلب لنیورہٗ ویظھرہٗ بشدۃ ضیائہٖ وقوۃ تصرفہ فکلمۃ لآ الٰہ الا اللّٰہ التوحید وقد ذکر اللّٰہ ھذہ الکلمۃ فی القرآن صریحًا فی موضعین الاولُ قولہ تعالیٰ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ والثانی قولہ تعالیٰ: فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ معناہ اعلم ان اللّٰہ ھو الذی یستحق الالوھیۃ دون غیرہٖ واذاعلمت ان التوحید انما یصح بکلمۃ لاالٰہ الااللّٰہ علمت ان ھذا الاسم من اعظم الاسماء فائدۃً وان ھذا الذکر افضل الاذکار قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الٰہ الااللّٰہ،،

وقال سھل التستری رحمۃ اللّٰہ علیہ لیس لِقول لاالٰہ الااللّٰہ ثوابُ الاالنظرالی وجھہ عزوجل والجنۃ ثواب الاعمال اعلم ان کلمۃ التوحید اذا قالھا الافر ینفی عن ظلمۃ الکفرو یثبت فی قلبہ نور التوحید اذا قالھا المومن وان قالھافی کل یومٍ الف مرۃً فبکل مرۃ ینفی عنہ شیئًا لم ینفعہ المرۃ الاولی مقام العلم باللّٰہ لا ینتھی الی الابدوولھذا قال لما قال للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلمً فاعلم انہ لاالٰہ الااللّٰہ لم یقل علمت لان العلم باللّٰہ لانھایۃ لہ الی الابد.

ترجمہ:۔ ہر وہ دل جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمالیا اور چن لیا اور نزدیکی وقرب عطا فرمایا اور ارادہ فرمالیا کہ اس کو بارگاہ نبوت کی حاضری نصیب فرمائے اگر وہ ہمارے زمانہ میں ہو یا مقام ولایت تک پہنچادے۔ پس اللہ تعالیٰ ذکر کو ایسے دل پر مسلط فرمادیتا ہے تا کہ اس کو منور کردے اور شدّت ضیاء اور قوّتِ تصّرف سے اس کو ظاہر کردے۔ پس کلمہ لا الہ الا اللہ کلمۂ توحید ہے اور بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ کا ذکر قرآن پاک میں کیا ہے صریح طور پر دو مقامات پر۔ اول اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔ اِذَاقِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ ٥ لا [۱]

[۱] جب ان سے کہا جاتا تھا کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے تو وہ تکبر کرتے تھے۔ پ۲۳ الصّٰفّٰت ۳۵

http://Ashrafi.org

اوردوسری جگہ ارشادباری تعالیٰ ہے:۔فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [1] اس کے معنی یہ ہیں کہ جان لوکہ بے شک اللہ ہی الوہیت کا مستحق ہے نہ کہ اس کا غیراور جب تم نے یہ جان لیا کہ توحیداس کے سوانہیں ہےتو کلمہ لاالٰـــــــــــہ کوصحیح طور پر جانا بے شک یہ اسم باعتبارفوائد کے اسم اعظم سے ہےاور بے شک یہ ذکرتمام اذکار میں افضل ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے افضل ذکرلاالٰہ الاّاللّٰہ ہے۔

اورشیخ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ لاالٰـــہ الاّاللّٰہ کا ثواب دیدارالٰہی عزوجل ہے جب کہ جنت تو ثواب عمل ہے معلوم ہوا کہ اس کلمہ توحیدکو جب کافرکہتا ہےتو یہ کلمہ اس کوتیرگئی کفر سے نکال دیتا ہےاوراس کے دل میں نورتوحیدثبات حاصل کرلیتا ہے،اور جب مومن یہ کلمہ ادا کرتا ہےاورروزانہ ہزارمرتبہ کہتا ہےتو ہر باراس چیز کی نفی کرتا ہےجس کی پہلے نفی نہیں کی تھی۔خداشناسی کے مقام کی انتہانہیں ہےاس سبب سے جب بھی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سےفرمایا یہی فرمایا کہ پس جان لوکہ اللہ کے سوااور کوئی معبودنہیں ہے۔یہ نہیں کہا کہ آپ نے جانا کہ اللہ کے سوا کوئی اورمعبودنہیں ہے کیونکہ خداشناسی کی ابد سےکوئی انتہانہیں ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا تقریباً ان الفاظ میں فرماتے تھے کہ ہرنفس(شخص)پرایک شیطان خوبصورت پرندہ کی شکل میں بیٹھا ہے۔جب طالب صادق ذکر میں مشغول ہوتا ہےتو ایک ایسا نوراس کی زبان سےجھڑتا ہےجس سے وہ شیطان اُن کے سروں سے اٹھ جاتے ہیں،ذاکربھی اس شیطان سے آگاہ ہوتا ہے۔منقول ہے کہ شیخ ابوالقاسم قیصری کہتے ہیں کہ میں ہفتہ میں صرف ایک بارکچھ کھاتا تھا۔ایک جن میرے پاس آیا کرتا تھااورسلام کر کے بیٹھ جاتا تھا۔لیکن وہ مجھے دکھائی نہیں دیتا تھاایک روز میں نے اس جن سے کہا۔کیا ہی اچھا ہوکہ تم میرے سامنے آجاؤ۔یکایک میں نے دیکھاایک خوبصورت نوجوان میرے سامنے بیٹھا ہے۔ میں نے کہا کہ تم کون ہواس نے کہامیں صاحب ایمان جنوں میں سے ہوں۔جب تم جیسےلوگوں کودیکھتا ہوں تو میرے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے اور میں ان کے سلام کے لیے حاضر ہوتا ہوں (بس اسی وجہ سے تمہارے پاس آتا ہوں) میں نے کہا اب جب کبھی تم میرے پاس آیا کروتو ظاہرصورت میں آیا کرو!اس طرح میرے اور اس کے درمیان دوستی ہوگئی اس نے مجھ سے بہت سی باتیں سیکھیں ایک دن میں نے اس سے کہا کہ آؤ مسجد میں چلیں اور کچھ دیروہاں بیٹھیں۔وہاں پہنچ کر اس نے کہا کہ ان آدمیوں کوتم کس طرح دیکھتے ہو میں نے کہا۔بعض کوخواب میں بعض کو جاگتے میں۔اس نے کہا جو کچھ ان کے سروں پر ہے دیکھتے ہو میں نے کہانہیں مجھے تو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔اس نے میری آنکھوں کو ملا۔میں نے دیکھا کہ ہرشخص کے سرپرکوّا بیٹھا ہوا ہے۔بعض لوگوں کی آنکھوں تک اپنے پر پھیلا رکھے ہیں اوربعض لوگوں کے محض سر

---

[1] تو آپ یقین رکھئے کہ کوئی معبودسوائے اللہ تعالیٰ کےنہیں ہے۔پ ۲۶ محمد ۱۹

http://Ashrafi.org

پر بیٹھا ہوا ہے۔کبھی ایک کے سر سے اتر کر دوسرے کے سر پر جا بیٹھتا ہے۔میں نے کہا کہ یہ کیا تماشہ ہے اس نے مجھ سے کہا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کیا نہیں پڑھا ہے:

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ٥ [۱] اور جو اندھا بن گیا رحمٰن کے ذکر کی طرف سے ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں تو وہ (ہر وقت) اس کا ساتھی ہے۔

یہ شیطان ہیں جو ان کے سروں پر بیٹھے ہیں اور ہر ایک پر اس کی غفلت کے مطابق اس کا غلبہ ہے۔وہ جن دوست اسی طرح میرے پاس آتا رہا۔ایک دن اس نے مجھے صدقہ اور خیرات کا کھانا کھاتے دیکھ لیا بس اسی روز سے آنا بند کردیا۔

قطعہ

زاغ غفلت برسر ہر سالکی برنشستہ تافروماند زیاد
گر کسی تیر خدنگ یاد زد پرزند از فرق مردم ہمچو باد

ترجمہ:۔ ہر سالک کے سر پر ایک زاغ (شیطان) بیٹھا ہوا ہے۔تاکہ اس کو یاد الٰہی سے روک دے اگر سالک کے پاس یاد الٰہی کا تیر موجود ہے تو وہ اس کو نشانہ بناتا ہے۔اور پھر وہ زاغ اس کے سر سے ہوا کی طرح اڑ جاتا ہے۔

کلمہ کی خصوصیت ظاہری اور باطنی

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ لا الٰـہ الا اللّٰہ کلمہ کی خصوصیت ظاہری بھی ہے اور باطنی بھی (باعتبار شریعت اور باعتبار معرفت) باعتبار شریعت تو یہ ہے کہ سرور کونین سید الانبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے افضل الذکر لا اِلٰـہ اِلاّ اللّٰـہ یعنی سب سے افضل ذکر لاَ الٰـہ الا اللّٰـہ کا ورد ہے اور باطنی اعتبار سے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اِلَيْـهِ يَـصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ [۲] (اس کی طرف پاکیزہ کلام چڑھتا ہے) کلمہ طیب لا الٰـــہ الا اللّٰـــہ ہے یعنی یہ کلمہ بارگاہ الوہیت تک جاسکتا ہے کیونکہ اس کلمہ میں نفی و اثبات مرکب ہے اور نسیان کا مرض اس نفی و اثبات کے معجون سے دور کیا جاسکتا ہے کیونکہ غفلت مرکب ہے ذکر حق کی نفی اور ذکر اغیار کے اثبات سے لہٰذا شربت سکنجبین کو سرکہ نفی اور شکر اثبات سے کام میں لائیں تاکہ غفلت کے صفراوی مادہ کو کاٹ دے لاالٰہ سے ما سوا اللہ کی نفی کرے الا اللہ سے حضرت حق کا اثبات کے یہاں تک کہ جب اس علاج کی پابندی و ہمیشگی کرے تو آہستہ آہستہ ماسوا اللہ سے روح کے لگاؤ کی بیماری شربت لاالٰہ اِلااللہ سے زائل ہو جائے اور غفلت کی بیماری کٹ جائے اور ذاکر کی تندرستی بواسطۂ جمال الااللہ کے سراپردہ عزت

---

[۱] پ۲۵ زخرف ۳۶ [۲] پ۲۲ فاطر ۱۰

http://Ashrafi.org

سے رونما ہو اور موافق وعدہ

فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ ۱ تو مجھے تم یاد کرو میں تمہیں یاد کردوں گا۔

کے حرف و آواز کے لباس سے پاک ہوجائے اور عظمت الوہیت کے نور کی تجلّی میں

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۲ اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے

کی خاصیت آشکار اور ذکر روح ذاکر اور وجود ذاکر کے ساتھ دریائے ناپیدا کنار ذاکری اَذْكُرْكُمْ میں ڈوب کر فنا ہوجائے۔
یہاں پر اَذْكُرْكُمْ ذاکری روح کی قائم مقامی کرے ذکر و ذاکر و مذکور ایک ہوجائے اور اب ذکر بغیر شرکت کے ہاتھ آئے

مصرعہ

تاز خود بشنود نه ازمن وتو

ترجمہ:۔تا کہ اپنے آپ سے سنے نہ کہ من و تو سے

آیۃ کریمہ

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۳ آج کس کی بادشاہی ہے صرف اللہ کی جو ایک ہے سب پر غالب۔

اور رازِ

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۴ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

یہاں پر ظاہر ہوتا ہے۔گوشہ نشیں گنجہ شاید اسی خزانہ سے گوہر ریزی کرتے ہیں

چون قدمت بانگ برابلق زند جز تو کہ آرد کہ انا الحق زند
کیست درین دائرۂ دیر پائ کولمن الملک زند جز خدائ

ترجمہ:۔جب پہلی بار تو نے آواز بلند کی تو تیرے بغیر کون تھا جس نے انا الحق کہا اس دیر پا دائرہ میں کون ہے جو لمن الملک کہتا ہے سوائے خدا تعالیٰ کے۔

اور حضرت شیخ یوسف حریری کا اشارہ جو فرمایا کہ کسی نے اللہ نہیں کہا سوا اللہ کے اس حالت میں سمجھ میں آتا ہے اور اس کا علم ہوتا ہے اور محقق کو اس کلمہ کی حقیقت روشن ہوجاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی بنیاد اس کلمہ پر کیوں رکھی ہے، دوسرے کلموں پر کیوں نہ رکھی

مصرعہ

کہ داند سّر این اسرار ہیہات
کون اس بھید کو جانتا ہے۔آہ

یہ اس لئے ہے چونکہ شرک معنوی سے رہائی کی صورت بغیر اس کلمہ کے معنی کے نہیں ہوسکتی ہے۔

۱پ۲البقرہ ۱۵۲ ۲پ۲۰قصص ۸۸ ۳پ۲۴المومن ۱۶ ۴پ۳ال عمران ۱۸

آفرینش راہمہ پی کن بہ تیغ لاالہٰ
تادلت خالی شود سلطان الّا اللہ را

ترجمہ:۔تمام آفرینش کولاالہٰ کی تیغ سے ختم کرتا کہ تیرادل خالی ہوالا اللہ کے سلطان کے لئے۔

حضرت قدوۃ الکبرٰ نے بشارت الذاکرین میں فرمایا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں عبادت پروردگار عالم کا شوق فزوں ہوااورانہوں نے ملازمت حق تعالٰی میں رنگارنگی پسند فرمائی (چندقسم کی عبادات کا شوق پیدا ہوا) تو سرنیاز بارگاہ الٰہی میں جھکا دیااورسوز وگداز کے ساتھ عرض کیا کہ الہٰ العالمین! اپنی مقررہ عبادت میں مجھ کو کچھ زیادہ جسمانی محنت نہیں اٹھانی پڑتی۔لہٰذا میں ایسی مزید عبادت چاہتا ہوں جس میں مجھے محنت اٹھانی پڑے۔

قطعہ

اگر در راہ رفتن رنج باشد — مسافراہ محنت سنج باشد
چوزاد رنج رہرو خورد یابد — کہ او امید وار گنج باشد

ترجمہ:۔اگرراہ چلنے میں رنج اٹھانا پڑے تو مسافرمحنت کا عادی ہوجاتا ہے اگرراہرو کے پاس رنج کا سامان تھوڑا ہوتو خزانے کا امید وار کیسے ہوسکتا ہے۔

حضرت خالق زمین وآسمان کی بارگاہ سے خطاب ہوا قُلْ لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ (تم کلمہ طیّب پڑھا کرو)۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو میری جان کی غذا ہے اور ہروقت میری زبان پررواں ہے میں تو اورعبادت کا تجھ سے طلب گار ہوں۔پھرارشاد ہوا قُلْ لَااِلٰـہَ اِلَّا اِللّٰـہ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھردرخواست کی اورکسی اورعبادت کی طلب پر جسارت فرمائی۔پھرارشاد ہوا قُلْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہِ

چوموسیٰ راگذشت ازحد جسارت — شدہ از داورگردون اشارت
کہ ازمن ای عبادت خواہ میدان — بگفتن کلمۂ اسرارِ آسان

ترجمہ:۔حضرت موسیٰ کی جسارت جب بارگاہ ایزدی میں حد سے بڑھی تو فرمان ہوا کہ مجھ سے عبادت کے طلبگار جان لے کہ کلمہ اسرار کہنا آسان ہے۔

اورفرمایا کہ اے موسیٰ اس اسرارالٰہی کے کلمہ کو پڑھنے کی میں نے تمہیں توفیق عطا کی ہے اورتمہارے دل کے دریا میں میں نے یہ موتی اس طرح رکھ دیا ہے کہ تم آسانی سے اس کو ساحل زبان تک پہنچادیتے ہو(آسانی سے ادا کرنے کی ہم نے تم کو توفیق بخشی ہے) ذراان کافروں اورنافرمانوں کو تو دیکھو کہ ان کے لیے ایک کلمہ پاک کا کہنا اورزبان سے ادا کرنا اتنا دشوار ہے کہ اس کے مقابل ناخن سے پہاڑ کھودنا وہ آسان خیال کریں گے۔

؎

برائ کافران زین درسفتن
بسی آسان نماید کوہ کندن

ترجمہ:۔کافروں کے لئے اس کلمہ کا پڑھنا ناخن سے پہاڑ کھودنے سے بدرجہا مشکل ہے۔

خصائص ذکر

حضرت قدوۃ الکبریٰ سے ذکر کی خصوصیات کے سلسلہ میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ ذکر میں وقت کی پابندی نہیں ہے اس لیے کہ بندہ ذکر کے لیے مامور نہیں ہے۔یعنی وقت کی پابندی کے ساتھ اس پر ذکر مذہب نے فرض نہیں کیا ہے کہ فلاں وقت ذکر کرو اور فلاں وقت نہ کرو۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ نماز اگر چہ سب عبادتوں سے بڑھ کر ہے لیکن بعض اوقات میں اس کا پڑھنا درست نہیں ہے۔لیکن ذکر عام حالات میں ہر وقت کیا جاسکتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلیٰ جُنُوْبِھِمْ [1] جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین (مشائخ) نے فرمایا ہے کہ اس حکم سے تمام اوقات اور ہمہ حالات میں ذکر کی اجازت ہے اور اس کا استیعاب ہوتا ہے۔

ذکر کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کے ذکر کے مقابلہ میں اپنے ذکر کا وعدہ فرمایا ہے۔جیسا کہ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ سے ثابت ہے۔حضرت جبریل علیہ السلام کے اخبار سے یہ خبر منقول ہے کہ انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ:

یا نبی اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے آپ کی امت کو ایک ایسی چیز عطا فرمائی ہے۔جو گذشتہ امتوں میں سے کسی امت کو بھی میں نے نہیں دی۔آپ نے فرمایا وہ کیا چیز ہے اے اخی جبرئیل؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔اور یہ آپ کی امت کے سوا اور کسی امت سے نہیں کہا گیا ہے۔ (لم یقل ھذا لاحد غیر ھذہ الامۃ).

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے حضرت میر سے نقل فرمایا، واضح رہے کہ لطائف اشرفی میں جہاں جہاں لفظ حضرت میر آیا ہے اس سے مراد حضرت سیّد السادات قدوۃ الطائفہ سیّد جلال بخاری ہیں، کہ

انہوں نے روضۃ العلماء سے نقل فرمایا ہے ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک ستون ہے جس کا سر یاقوت سرخ کا ہے اور یہ ستون عرش کے نیچے ہے اور اس کا پاؤں اس مچھلی کے پشت پر رکھا ہے جو زمین کے ساتویں طبق میں ہے۔پس جب کوئی بندہ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صدق نیت کے ساتھ کہتا ہے تو عرش کانپ جاتا ہے پس ہل جاتی ہے مچھلی اور

[1] پ۴ آل عمران ۱۹۱

وہ پایہ جس پر ستون ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے عرش ساکن ہوجا، اس وقت عرش عرض کرتا ہے کہ یارب میں کس طرح ساکن ہوجاؤں حالانکہ تو نے اس کلمہ کے کہنے والے شخص کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ نہیں بخشے ہیں خواہ وہ آشکارا ہوں یا پوشیدہ تب باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آسمان کے رہنے والو! تم گواہ رہنا کہ بے شک وشبہ میں نے اس کلمہ کے پڑھنے والے کے تمام صغیرہ اور کبیرہ علانیہ اور پوشیدہ گناہ بخش دیئے۔،،

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لا الہٰ الا اللہ کے بجز کسی پر بھروسہ اور اعتماد نہ کرو کہ بے شک یہ اسلام کی سپر ہے اور جب یہ سپر مستحکم نہیں ہوتی تو تیر اس میں پیوست ہوجاتا ہے۔،،

اور سید ممدوح نے فرمایا ''جو تیر سپر (ڈھال) کو پار کر جاتا ہے وہ صاحب سپر کو ہلاک کردیتا ہے۔،،

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جو کوئی کلمہ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کو مردہ یا زندہ کی نجات و بخشش کے لیئے پڑھے تو اس کو ضرور نجات حاصل ہوگی۔ جیسا کہ شیخ ابوالربیع سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے کلمہ طیبہ کو ستر ہزار مرتبہ پڑھا تھا اور اس کا ثواب کسی کو نہیں بخشا تھا۔ اتفاق سے ایک دن میں ایک دعوت میں گیا وہاں کچھ اور لوگ بھی تھے اور ایک کم عمر لڑکا بھی موجود تھا جو صاحب کشف تھا۔ جب کھانا شروع ہوا تو اس لڑکے نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ لیکن کوئی لقمہ نہیں کھایا اور پھر یکبارگی رونے لگا۔ لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں نے دوزخ کا مشاہدہ کیا ہے وہاں میری والدہ عذاب میں مبتلا ہیں۔ شیخ ابوالربیع نے فرمایا کہ اسی وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ الٰہی! تو اس بات سے واقف ہے کہ میں نے ستر ہزار بار کلمہ لَآاِلٰه اِلَّا اللّٰه پڑھا ہے اب میں اس کو اس لڑکے کی ماں کو دوزخ کے عذاب سے نجات کے لیے بخشتا ہوں۔ میں نے اپنے دل میں یہ نیت تمام کی تو وہ لڑکا ہنسنے لگا۔ اور بڑی مسرت کے ساتھ کہنے لگا کہ اب میری ماں کو عذاب جہنم سے نجات مل گئی۔ الحمد للّٰه یہ کہہ کر اس نے کھانا شروع کردیا۔ شیخ ابوالربیع فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی صحت کی اس لڑکے کے ذریعہ تصدیق ہوگئی اور اس لڑکے کے کشف کی صحت حدیث نبوی سے۔

رباعی

چوگردد روان تیر آتش بسر شود کلمہ لا الہ اش سپر
گرآن تیرراین سپر کم بود کندازدر ہفت گردون گذر

ترجمہ:۔ جب آگ کا تیر چھوڑا جاتا ہے تو کلمہ لا الہٰ الا اللہ سپر (ڈھال) بن جاتا ہے۔ اگر اس تیر کے لئے سپر درست اور مضبوط نہ ہو تو آگ کا وہ تیر سات آسمانوں سے بھی نکل جائے گا۔

اذکار جہریہ

حضرت قاضی حجت نے قدوۃ الکبرٰ کے حضور عرض کیا کہ اذکار جہریہ وسریہ کے سلسلہ میں مشائخ کے درمیان کافی اختلاف ہے اور ہر ایک کی فضیلت کے بارے میں بے حد اختلاف پڑ گیا ہے۔

http://Ashrafi.org

بعض مشائخ نے مکمل طور پر اذکار جہریہ سے منع کیا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرٰ نے فرمایا کہ اذکار جہریہ قرآن وحدیث وفقہی روایات آثار اور عمل مشائک سے ثابت ہے سب سے پہلے اس سلسلہ میں قرآن احکام سنو:

ارشاد ربانی ہے:

فَاذْكُرُو اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَ كُمْ اَوْاَشَدَّ ذِكْرًا ط [۱] تو اللہ کا ذکر کرو جیسے تم اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ ذکر۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اظہار میں مبالغہ کی تاکید ہے (یعنی اس سے بھی زیادہ ذکر کرو) اگر کوئی پوشیدہ کرے یا اس کو چھپائے تو اس کے کافی ہونے پر دلیل ہوتی ہے اور چونکہ فخر کرنا اس میں شامل ہے (کہ اپنے آبا کا ذکر اظہار تفاخر کے لیے کیا کرتے تھے) تو اس کا اظہار و اعلان ضروری ہے۔ پس واجب ہوا کہ ذکر خدا کا اعلان اس سے زیادہ کیا جائے (لہٰذا ثابت ہوا کہ ذکر جہریہ کی تاکید ہے)۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ آیت تمام اوقات میں ذکر جہریہ کی کس طرح دلیل بن سکتی ہے تو اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد موجود ہے:

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَ كُمْ [۲] پھر جب تم اپنے حج کے کام پورے کرلو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے تم اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے۔

اس آیت بالا میں ''فا،، تعقیب کے لیے آئی ہے اور اس سے مراد تکبیر ہے۔ اس لیے کہ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد کوئی دوسرا ذکر واجب نہیں ہے۔ اور یہ تکبیر اوقات مخصوصہ میں نماز فرض کے بعد مشروع ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے لیکن اس کا ہم یہ جواب دیں گے کہ اس سے مراد تمام اوقات میں ذکر الٰہی ہے نہ کہ اوقات مخصوصہ میں تکبیر کی ادائیگی۔ (تکبیر اوقات مخصوصہ میں کہنا اس سے مراد نہیں ہے بلکہ ہر وقت ذکر کرنا مقصود ہے) چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس طرح ذکر کرو جس طرح تم اپنے آبا کا ذکر کرتے ہو اور یہ لوگ اپنے آبا کا ذکر فخریہ طور پر ہر وقت کیا کرتے تھے۔ نہ یہ کہ کسی مخصوص وقت میں کرتے ہوں۔ پس ان کو حکم دیا گیا کہ تمام اوقات میں اپنے آبا کے ذکر کے بجائے خدا کا ذکر کرو۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ ایک زیادہ واجب کو جو حق اللہ ہے اس سے کیوں تشبیہہ دی گئی جو اس سے وجوب میں کہیں کم ہے یعنی ''حق والد،، اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے ذکر میں مبالغہ کیا کرتے تھے'' ازروئے فخر،، بس اسی طرح یہ حکم دیا گیا کہ بقدر امکان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے احسان پر ذکر خدا میں مبالغہ کریں۔ ہر چند کہ دونوں کے مرتبہ میں تفاوت اور فرق ہے باری تعالیٰ کا ایک اور ارشاد ہے:

---

[۱] پ۲ البقرہ ۲۰۰ [۲] پ۲ البقرہ ۲۰۰

http://Ashrafi.org

فَاذْکُرُ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا ۱؎ پ۵ النساء ۱۰۳ تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی چیز فرض نہیں کی ہے۔ جس کی حد معلوم نہ ہو اور حالات عذر میں اس کے تارک کو معذور بھی رکھا ہے۔ سوائے ذکر کے۔ کہ وہ کسی حد پر منتہی نہیں ہوتا اور نہ کسی کو اس کے کسی عذر کی بناء پر معذور رکھا گیا ہے سوائے مجنون اور مغلوب العقل کے بلکہ اپنے بندوں کو ہر حال میں اپنے ذکر کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے: اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً. ۲؎ پ۲۲ احزاب ۴۱ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو دن میں بھی اور رات میں بھی، حضر میں بھی اور سفر میں بھی تونگری میں بھی اور فقیری و مفلسی میں بھی پوشیدہ طور پر بھی اور علانیہ بھی، ہر حال میں۔

(یہ تو آیات قرآنی تھیں جن کو بیان کیا گیا) لیکن حدیثیں تو بہت ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو مذکور ہے مصابیح میں انہوں نے کہا:۔

کان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سلم من صلٰوتہ قال بصوتہ الاعلیٰ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ الیٰ اخرہ	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوجاتے تو بلند آواز سے لاَاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ (الی آخرہ) فرماتے۔

دوسری حدیث وہ ہے جو بستان النوادی کے باب الاذکار میں آیا ہے کہ

ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یجھر مع اصحابہ رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیھم بالاذکار والتسبیح والتھلیل بعدالصّلوۃ.	بے شک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ادا کرنے کے بعد اپنے اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم (اجمعین) کے ساتھ ذکر تسبیح وتہلیل بلند آواز سے فرماتے تھے۔
تیسری حدیث وہ ہے جو مذکور ہے روضہ میں۔ حاکیاً عن اللّٰہ تعالیٰ من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی ومن ذکرنی فی ملآءٍ ذکرتہ فی مَلَآءٍ غیر منہ.	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بندہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرتا ہے تو اس کو میں اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور جو کوئی مجھے مجلس یا مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو برسر مجلس یاد کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر جماعت ہوتی ہے۔

اس طرح کی بہت سی روایات ہیں۔ مجموع نوازل، خالی، الحسامیہ، کبریٰ اور صغریٰ میں مذکور ہے کہ قرأت قرآن بآواز بلند حمام میں مکروہ ہے لیکن آواز خفی کے ساتھ مکروہ نہیں ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ لیکن حمام میں

۱؎ پ۵ النساء ۱۰۳ ۲؎ پ ۲۲ احزاب ۴۱

http://Ashrafi.org

باآواز بلند تسبیح وتہلیل مکروہ نہیں ہے۔جیسا کہ صلوٰۃ النوازل،حسامیہ اور الصرفیہ اور ملتقط میں اور البرہانی اور رکنی کی کتاب الکراہیۃ التجنیس میں اور نفاس تجنیس وغیرہ میں مذکور ہے سراجیہ کی کتاب الکراہیۃ اور مختصر الکبریٰ میں آیا ہے کہ حمام میں تسبیح وتہلیل میں کوئی حرج نہیں ہے۔خواہ بلند آواز سے ہو جامع نے کہا ہے''لاباس،،سے کراہت اور اساءت کی نفی مراد ہے۔جیسا کہ اصول میں معروف ومشہور ہے۔پس یہ روایت قول اوّل کی حمایت میں ہے۔حوالۂ جو دو مسئلے میں نے بیان کیے ہیں ان کی میں نے تفصیل بعض لوگوں کی ضرورت علمی کے باعث کردی ہے اور میں نے اخبار کی توضیح وتشریح کو ضروری نہیں سمجھا۔یعنی مسئلہ قرأت قرآن ومسئلہ تسبیح وتہلیل ان کی تفصیل کتب مذکورہ میں دیکھی جاسکتی ہیں جو درسی کتب ہیں قرأت قرآن پاک کا مسئلہ تو بطور کلی ہے(یعنی حمام میں بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے)۔لیکن تسبیح وتہلیل کا باآواز بلند ہونا اس کے جزئیات میں سے ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور اس کے لیے کل میں شرط نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق کل سے ہے۔(**ولیس الشرط یکون فی کل بدان یکون من الکل**) پس جب حمام میں باآواز بلند قرأۃ قرآن کا بدون کراہت جواز ہے اُن شرائط وآداب کے ساتھ جو قرأت قرآن کے لیے ضروری ہیں تو پھر تسبیح وتہلیل کا آواز بلند سے پڑھنا بغیر کسی کراہت کے اولیٰ ہے۔جیسا کہ قنوت کے بارے میں آیا ہے۔**لاباس بان یظھر ذکر اللّٰہ تعالیٰ فی الحمام** کہ حمام میں اگر ذکر الٰہی ظاہر کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے تو ادعیہ واذکار میں کوئی بھی مانع موجود نہیں ہے۔یہاں تک کہ حدث بھی مانع نہیں۔یہاں تک کہ جنبی کیلئے قرآن کا دعا وذکر کی نیت سے اور دعاؤں اور قنوت کا پڑھنا جائز ہے اور اس پر فتویٰ ہے اس لیے کہ بندہ ہر جگہ ذکر الٰہی کے لیے مامور ہے جیسا کہ اس سے قبل بیان ہوا۔پس حاصل کلام یہ ہے کہ حمام کے بارے میں یہ مسئلہ ایک جزئیہ کی شکل رکھتا ہے اور حمام وہ جگہ ہے جہاں غسل کیا جاتا ہے اور لوگ اپنا میل کچیل،اپنی نجاستوں اور گندگیوں کو دور کرتے ہیں بلکہ ایک روایت تو یہ ہے کہ حمام شیطانوں کا مقام ہے اور ان کا گھر ہے۔کتاب خلاص میں مذکور ہے،،ظاہر ہے کہ حمام اگر نجاستوں سے خالی بھی ہو تب بھی وہاں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے عورات کھلے ہوتے ہیں۔ستر عورات نہیں ہوتا اس لیے وہاں قرأت قرآن مکروہ ہے۔لیکن تسبیح وتہلیل آواز بلند کے ساتھ جائز ہے باجود ان چیزوں کے۔پس تسبیح وتہلیل کا جواز مسجدوں میں،خانقاہوں میں،مشائخ کی رباط میں اور خلوت نشینوں کے گوشوں میں،پاک جگہوں پر،ٹاٹ کے فرش پر جو پاک ہو،وضو کی حال میں۔تضرع وعاجزی کے ساتھ مربع نشت میں تو اور بھی اولیٰ واعلیٰ ہوا۔اس لیے کہ ان سب کی بنا تو اذکار وتسبیح ہی کے لیے کی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَفِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ہ [1]

اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا کہ بلند کیا جائے اور ذکر کیا جائے اس میں اللہ کا نام اور اس کی پاکی بیان کرے صبح وشام)۔

---

[1] پ۱۸ ابور ۳۶

http://Ashrafi.org

امام فقیہ زندویسی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بے شک وشبہ ہر حال میں فرائض اسلام سے ہے اور جہر اولیٰ ہے اخفا سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْراً کَثِیْراً ہ [۱] اے ایمان والو! تم اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔

اب اگر یہ کہا جائے کہ بعض کتابوں میں بعض علماء کا یہ قول مذکور ہے:

یکرہ الصوت بالذکر والدعا دعا اور ذکر میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے۔

اور ان حضرات نے سورۂ اعراف کی ان دو آیتوں سے اپنے قول کا استدلال کیا ہے کہ:

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً اِنَّہٗ لاَ یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ہ [۲] دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والوں کو وہ دوست نہیں رکھتا،

وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ [۳] اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو عاجزی اور خوف کے ساتھ اور زبان سے (آہستہ) بغیر پکارے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر الذکر الخفیّ بہتر ذکر وہ ہے جو پوشیدہ ہو۔

وقال علیہ السلام لقوم صاحوا بذکر أتدعون اصماً وغائباً انکم ستدعون سمیعاً وقریباً وحاضراً انہ لمعکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے جو ذکر بلند آواز سے کرتے تھے فرمایا کہ کیا تم کسی بہرے اور غائب کو پکارتے ہو بے شک تم سننے والے نزدیک اور حاضر خدا کو پکار رہے ہو۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ان آیات مذکورۂ بالا کے سلسلہ میں چند جوابات سنو! لطائف قشیریہ میں ہے کہ:

ادعوا ربکم تضرعاً ای علانیہ وخفیۃ ای سراً اس لیے کہ اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے دعا میں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دوست نہیں رکھتا ہے جو مسلمانوں پر دعائے بد کریں حد سے گزر جاتا ہے اور تضرع، ضراعت سے مشتق ہے جس کے معنی شدت حاجت کے ہیں۔ والخفیہ خفیہ سے مراد اخلاص دل ہے ادعوا ربکم کے معنی ہیں اس کی بندگی کرو اور اپنے حوائج اس کی جانب بلند کرو تضرع کے ساتھ اور خفیہ طور پر۔ ضراعت ذلت ہے اور خفیہ میں ریا کا دخل نہیں ہے اور بے شک وہ معتدین یعنی مشرکین کو دوست نہیں رکھتا ہے جو غیر خدا کو پکارتے ہیں۔ (لطائف قشیریہ)

تفسیر بُستی میں ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ [۴] کی تفسیر میں کہا ہے:

---

[۱] پ۲۲ احزاب ۴۱ [۲] پ۸ اعراف ۵۵ [۳] پ۹ اعراف ۲۰۵ [۴] پ۳۰ اعلیٰ ۱

http://Ashrafi.org

''اے مخاطب اپنی آواز کو اپنے پروردگار کے ذکر میں اپنے رب کے حکم سے بلند کر،،

اور تفسیر الدّ ر رمیں اسی آیت مفصل سبحؔ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے:۔

''اور بلند کر اپنی آواز ذکر میں ۔''

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ابراہیم علیہ السلام کی مدح بیان فرمائی ہے سورہ توبہ میں یہ کہکر

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ؕ [1] بے شک ابراہیم بہت نرم دل نہایت حکم والے تھے۔

اور اس تفسیر میں مذکور ہے کہ ''اواہ'' کے معنی ہیں دعا۔ مگر قرآن میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے اُذْكُرْ رَّبَّكَ [2] پ۹ اعراف ۲۰۵ (اپنے رب کا ذکر کر) تو اس ذکر کے معنی ہیں ''امام کے پیچھے نماز میں اپنے نفس میں قرأت کرنے کے۔،، اور یہ قول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے تفسیر بُستی میں

دوسرا جواب یہ ہے کہ پوری سورۂ اعراف کا نزول مکہ میں ہوا ہے (سورہ اعراف تمام تر مکی ہے) پس یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے اور اس وقت مسلمان قلیل تھے اور مشرکین کا غلبہ تھا۔ پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور اسلام ہر طرف پھیل گیا۔ تب سورۂ انفال اور سورۂ شعرا کی پچھلی چار آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں ذکر کثیر کا حکم دیا گیا سورہ انفال میں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ — اے ایمان والو! جب دشمن کی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو

فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا [3] — تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو۔

سورہ شعراء میں اس طرح ارشاد فرمایا گیا:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اور شاعرون کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِىْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ کیا آپ نے نہ دیکھا کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اور بے شک وہ کہتے ہیں جو (خود) نہیں کرتے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور

وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا. [4] انہوں نے کثرت سے اللہ کو یاد کیا۔

سورہ احزاب میں فرمایا گیا ہے:

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا [5] — اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد

اور اسی سورہ میں فرمایا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ [6] اے ایمان والو! تم اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔

---

[1] پ۱۱ توبہ ۱۱۴ [2] پ۹ اعراف ۲۰۵ [3] پ۱۰ انفال ۴۵ [4] پ۱۹ شعرا ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷
[5] پ۲۲ احزاب [6] پ۲۲ احزاب ۴۱

http://Ashrafi.org

سورہ جمعہ میں ارشاد فرمایا گیا

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا	پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں منتشر
فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ	ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو
اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ	کثرت سے یاد کرو تا کہ تم کامیابی
تُفْلِحُوْنَ ٥ ۱	حاصل کرو۔

ان تمام مذکورہ بالا آیات میں ذکر کثیر کا حکم ہے اور کثیر کی حد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ اس نے اعلان کا حکم دیا ہے۔ ظہور اسلام کے لیے اس کے ہر طرف پھیل جانے اور مشرکین پر غلبہ پانے کا۔

اس سلسلہ میں مشہور تفاسیر میں جو کچھ مذکور ہے اور جو کچھ مشہور و معروف تقاریر میں موجود ہے اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ اب حضرت قدوۃ الکبرٰ نے آیت اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً ۲ کے جو معانی بیان کئے ہیں وہ سنیئے! فرماتے ہیں: کہ تضرع سے مراد بدن کی عاجزی اور خفیہ سے مراد اخلاص دل ہے بعض مشائخ نے بھی کہا ہے کہ تضرعاً سے مراد زاری کرنے والے اور خفیہ سے مراد خدا سے ڈرنے والے ہیں۔

تفسیر قیامی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول منقول ہے کہ خفیۃ ای جھرۃ یعنی خوف کرنے والوں سے قیامت کے دن پکار کر کہا جائے گا۔ بلند آواز سے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَا الْمُحْسِنِیْنَ ٥ ۳ (بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ہے) تا کہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ ٥ ۴ (اور کان لگا کر سن کہ ندا کرے گا ایک منادی مکان قریب سے) کے یہی معنی ہیں۔ دوسرے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً کی آیت کا نزول دعا کے بارے میں ہوا ہے اور دعا ذکر میں داخل نہیں ہے (غیر ذکر ہے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۵	تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا۔

اور ذکر کی شان میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے:

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ ۶	پس تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔

اور لفظ خفیہ لغات اضداد سے ہے یعنی الخفیہ پنہاں کرنا اور آشکارا کرنا دونوں معنی میں آتا ہے جس طرح لفظ ''ظن'' وغیرہ (یہ بھی لغت اضداد میں ہے)

کذافی القاموس	جیسا کہ قاموس میں بیان کیا گیا ہے۔

اور کلیہ ہے کہ جہاں لغت اضداد بیان ہوگا تو وہ محتاج تاویل ہوگا۔

---

۱ پ۲۸ جمعہ۱۰ ۲ پ۸ اعراف ۵۵ ۳ پ توبہ ۱۲۰ ۴ پ۲۶ ق ۴۱ ۵ پ۲۴ المومن ۶۰ ۶ پ۲ البقرہ ۱۵۲

http://Ashrafi.org

تفسیر ابی لیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ: خفية اى علانية اور آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اور دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ سے مراد قرأت متوسط ہے ابتدائے اسلام میں کفار مسلمانوں کو ایذا پہنچاتے تھے تو اس وقت حکم ہوا کہ آہستہ آواز میں پڑھیئے تاکہ آواز سن کر مسجد میں جمع نہ ہو جائیں اور مضرت نہ پہنچائیں۔

اس سلسلہ میں حدیث شریف سے جو جواب ہے وہ تفسیر الحقائق میں مذکور ہے۔ بہر صورت یہ احتمال ہے کہ وہاں آواز بلند کرنے میں کوئی مصلحت ہو جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ بے شک غزوات میں جس طرح کہ جنگِ بدر میں آواز بلند کی گئی (اور جنگ فریب ہے اور جنگ میں فریب روا ہے) اسی طرح لڑائیوں میں گھنٹا بجانے سے منع فرمایا ہے لیکن ذکر میں آواز بلند کرنا تو بالکل جائز ہے تاکہ فرمانبرداری اور عبودیت کا اظہار ہو سکے اور اس کی تائید اس قول سے ہوتی ہے جو تفسیر بُستی میں سورۂ بنی اسرائیل جو مکہ میں نازل ہوئی ہے کہ تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا — اور آپ اپنی نماز میں نہ بہت زیادہ بلند آواز سے (قرآن) پڑھیں

تُخَافِتْ بِهَا. — اور نہ بالکل آہستہ۔

شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو عشاء سے پہلے تلاوت قرآن میں آواز بلند کرنے سے روکتے تھے اور بعد عشاء اپنے صحابہ کو آواز بلند کرنے کی تاکید فرماتے تھے شیخ ابو بکر نے اور فرمایا کہ آواز بلند کرنے کے جواز کی حدیثیں بہت مروی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض حجرات میں قرآن پاک اس طرح پڑھتے تھے کہ آپ کی قرأت وہ شخص بھی سن لیتا تھا جو باہر ہوتا تھا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو موسیٰ کی آواز سنی تو آپ نے فرمایا کہ ان کو حضرت داؤد علیہ السلام کے مزامیر میں سے کوئی مزمار دے دیا گیا ہے اور آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

زیّنوا القرآن باصواتکم — یعنی مزین کرو قرآن کو اپنی آوازوں سے

یعنی اپنی آوازوں کو زینت دو قرآن کی تلاوت سے۔

شیخ فقیہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکم الٰہی یعنی نص الٰہی اور اس خبر میں تطبیق اس طرح ہوتی ہے کہ محمول کیا جائے قرآن شریف کو بلند آواز سے پڑھنے کی ممانعت مکہ میں اس وجہ سے تھی کہ مشرکین مکہ رسول اکرم صلی اللہ

ل پوری آیت یہ ہے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا. اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ اختیار کرو۔! پ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۱۰

http://Ashrafi.org

علیہ وسلم کو غلطی میں ڈالنا چاہتے تھے اور پکار پکار کر کہتے تھے کہ اس کو مت سنو۔ یہ محض بیکار کی باتیں ہیں۔ اور حضرت ابی موسیٰ سے جو حدیث مروی ہے اور اس وقت کی بات ہے جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو چکے تھے۔ اسلام ظاہر ہی نہیں بلکہ ہر طرف پھیل چکا تھا۔ دور امن وامان تھا اور مشرکوں کو ایذا رسانی سے مسلمان مصوئن و مامون تھے۔ اس وقت قرآن کی تلاوت میں آواز کا بلند کرنا شعار دین بن گیا تھا جیسے اذان میں اور نعرۂ جنگ میں آواز بلند کرنا۔

حضرت اشرف جہانگیر سمنانی فرماتے ہیں کہ تمام ممالک اسلامیہ اور ان کے شہروں اور قصبوں میں اور مشرق سے مغرب تک سلف سے خلف تک میں نے یہ خود دیکھا ہے کہ وہاں مجالس وعظ میں جہاں بڑے بڑے علما فقہا اور نامی صاحبان موجود تھے ذکر جہر کیا جاتا ہے (عوام وخواص سب ہی طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں اور کوئی بھی اس کا انکار نہیں کرتا اور ان معترض ہوتا ہے)۔

مشائخ چشت اور ذکر جہر

حضرت قدوۃ الکبریٰ نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مشائخ چشت (قدس اللہ اسرارہم) ذکر جہر نہیں فرماتے تھے۔ پس ذکر بالجہر ان کی متابعت کے خلاف ہے۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ فقیر تیس سال تک زمانہ کے ہر گوشہ میں پرکار کی طرح پھرا ہے اور بہت سے مشائخ زمانہ سے شرف ملاقات حاصل کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ مشائخ سہر وردیہ اور فردوسیہ بھی ذکر جہر کرتے ہیں۔ جب یہ فقیر حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہ کے روضہ متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہوا اس وقت حضرت قطب مشائخ خواجہ قطب الدین مخدوم زادہ صاحب سجادہ تھے۔ جب ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ حلقہ میں بیٹھ کر ذکر جہر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ کے زمانہ سے آج تک یہ ذکر جہر مشائخ چشت کے دودمان کریم وخاندان قدیم میں مروج ہے۔

میں جب مشہد امیر المومنین حضرت علی موسیٰ رضا میں پہنچا تو سید اجل مقبل الدین، سید رضی الدین، سید قاضی اور انکے اخوان سید شمس الدین وسید تاج الدین وسید شہاب الدین وسید محمد محمود مرقندی حضرات سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ یہ تمام حضرات بھی ذکر جہر کرتے تھے۔ خصوصاً صبح وشام کے وقت ذکر جہر کے لیے اپنے تمام معتقدوں کے ساتھ دائرہ کی شکل میں بیٹھتے تھے۔

غزل

کسی کز بند خود آزاد باشد — دلش درنالہ وفریاد باشد
بیاد روئ توہر صبح وشامی — سمات خانہ درافتاد باشد
کسی کو روئ آن شیرین سخن دید — بکوہ جانکنی فرہاد باشد
نشان عاشق صادق جزاین نیست — کہ درنعرہ دل وجان داد باشد
شرف ازدیدن گلزار رویت — چوبلبل درفغان دلشاد باشد

ترجمہ:۔ جو کوئی قید خودی سے آزاد ہوتا ہے اس کا دل ہر دم نالہ وفریاد میں رہتا ہے۔ تیرے چہرے کی یاد میں ہر صبح وشام گھر کے کونے میں پڑا رہتا ہے جس کسی نے اس شیریں سخن کا چہرہ دیکھا، جانکنی کے پہاڑ کا فرہا دبنا۔ (یعنی

http://Ashrafi.org

س شیرین سخن محبوب کو جس نے بھی دیکھا بس اس کا گھر برباد ہو گیا)

عاشقِ صادق کا نشان اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ دل و جان کے ساتھ نالہ وفریاد کرتا ہے یا نالہ وفریاد میں اس نے اپنی جان دے دی ہے۔

اشرف تیرے گلزارِ جمال کی دید سے بلبل کی طرح فریاد کرنے میں بھی خوش ہے۔

منقول ہے کہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ حضرت خواجہ سری سقطیؒ کے ارشاد کے بموجب بیس سال تک نفی و اثبات اور اسم ذات کے ذکر میں اپنے پیر (حضرت سری سقطی) کے آستانہ کی دہلیز پر مصروف رہے اور ادائے فرائض (شریعیہ) کے بعد سوائے ذکر جہر کے آپ کا اور کوئی مشغلہ نہیں تھا۔ اور ذکر جہر میں آپ اتنا اہتمام کرتے اور آپ کی مشغولیت کا یہ عالم ہوتا اور اس طرح نالہ وفریاد کرتے تھے کہ حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہ کے ہمسایوں نے خلیفۂ بغداد کے حضور میں فریاد کی کہ یہ شخص اتنی بلند آواز سے ذکر کرتا ہے کہ نہ ہم کو دن میں چین ہے اور نہ رات میں ہم کسی وقت سو بھی نہیں سکتے۔

مثنوی

زبس کو نالہ وفریاد کردہ	مرا از بند خواب آزاد کردہ
چنان در ذکر دارد نالۂ زار	کہ خلقی را کند از خواب بیدار

ترجمہ: بس وہ نالہ وفریاد کرتا ہے اور ہمیں سونے نہیں دیتا۔ ذکر میں اس قدر روتا ہے کہ خلق کو خواب سے بیدار کر دیتا ہے۔
حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ کوئی فقیر اور کوئی شیخ یادِ حق سے غافل نہیں ہوتا اور نہ ہوگا۔ اور اگر خالی ہو تو اس کو فقیر اور شیخ نہیں کہتے۔

ہر کہ نہ گویائے تو خاموش بہ	ہرچہ نہ یاد تو فراموش بہ

ترجمہ: جو کوئی تیری باتیں نہیں کرتا اس سے خاموش بہتر ہے اور جو تجھے یاد نہیں کرتا اس سے فراموش اچھا ہے۔ تمام مخلوق ذکر کرنے پر متفق ہے:

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝ ¹ اسی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ہر چیز اس کی فرمانبردار ہے
اور فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ² اور ذکر کرو تم خدا کی نعمتوں کا تاکہ تم فلاح پاؤ۔

---

¹ پ۲۱ روم ۲۶ ² پ۱۸ اعراف ۶۹

http://Ashrafi.org

صرف یہی آیت نہیں بلکہ تمام کلام اللہ ذکر حق پر دال ہے۔ ہمارموضوع بحث ذکر مطلق نہیں تھا بلکہ بحث ذکر جلی اور خفی کے بارے میں تھی۔ ہر ذاکر حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تمام مشائخ بھی متوجہ بحق ہیں پس اس مقصد واحد میں دونوں مشترک ہیں۔ پس یہ آوازیں (ذکر) عین موافقت ہے۔ مخالفت کا کوئی عنصر نہیں ہے اگر مرشد ایسا کام اختیار کرے جس میں اس کی توجہ غیر کی طرف ہو اور مشائخ کی توجہ حق کی طرف ہوتی ہے تو یہ ضرور ضدین ہے۔ شاید قائل کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی ہو۔ اس کو چاہیے کہ وہ اس میں غور کرے اور اگر وہ مشرب عشاق اور ذاکران دنیا کے احوال سے باخبر ہوتا تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ یہاں تعلق اور معاملہ عمل کا ہے قول کا نہیں ہے۔ بہر حال وہ لوگ جو اہل کمال کہلاتے ہیں۔ لیکن کامل کرنے والے (مکمل) نہیں ہیں ان کو احوال کہا جاتا ہے کہ وہ اس حالت میں جس وقت چشم باطن کھولتے ہیں بزم وحدت سے انیس ہوتے ہیں۔ اور پھر جب وہ عالم کثرت میں آتے ہیں تو وہ ذوق حاصل نہیں ہوتا جو (مکمل) کامل بنانے والوں کو حاصل ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان کا حوصلہ اور ان کا ظرف وجود تخلیق فطرت کے وقت تنگ تھا۔ جیسا کہ یحییٰ معاذ رازی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں روز میثاق میں شراب الست کا ایک گھونٹ پی کر ہی ایسا بے ہوش ہوا ہوں کہ اس کے بعد پھر کبھی ہوش میں نہیں آیا۔

قطعہ[1]

شرابی کز ازل درجام کردند	ازان یک جرعہ ام درکام کردند
چنان مستم من از یک جرعۂ او	کہ ازکونین بیخود تام کردند
ازان روز ازل تا ابد آباد	زیک جرعہ مرا گمنام کردند
خمار آلودہ رامستان چشمش	مئی از ساقی وحدت دام کردند
زہشیاری نگشتہ مست اشرف	دمادم گرچہ مئی در جام کردند

ترجمہ: ازل میں جو شراب میں جام میں ڈالی گئی ہے اس کا صرف ایک گھونٹ مجھے پلایا گیا ہے
مجھے اس ایک گھونٹ نے اس قدر مست کیا ہے کہ کونین سے مکمل بے خود کر دیا گیا ہوں۔
اس روز ازل سے ابد تک اس ایک گھونٹ نے مجھے گمنام کر دیا ہے۔
اس کی دونوں مست نگاہوں نے شراب پلانے کے لئے ساقی وحدت سے تھوڑی سی شراب سے لی ہے اشرف اپنی ہشیاری کے باعث مست د بے خود نہ ہو سکا اگرچہ اس کو پے در پے جام پلائے گئے۔

ایسا شخص اگر ذکر خفی کہے تو اس کے لئے ٹھیک ہے اپنے نفع کے لئے کیونکہ وہ مقام وحدت میں ہے اور پیر خلق کو کثرت سے وحدت کی طرف بلاتا ہے۔

---

[1] یہ قطعہ حضرت عراقی قدس سرہ خلیفہ وخویش حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی قدس سرہ کی اس مشہور غزل کی زمین میں ہے جس کا مطلع یہ ہے نخستیں بادہ کاندر جام کردند ز چشم مست ساقی دام کردند
حضرت عراقی قدس سرہ کا تعلق ساتویں صدی ہجری سے ہے۔ مترجم۔

http://Ashrafi.org

مقام قاب قوسین

حضرت قدوۃ الکبراؒ نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ جب سرورکونین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں مقام قاب قوسین پر پہنچے تو انتہائی حیرت اور ہیبت کے سبب آپ کو مجال سخن نہ رہی (از غایت دہشت حیرت مجال نطق نہ داشت) حضرت رب العزت نے جو بے کام و بے زبان ہے عربی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ بیان فرمایا:

التحیات للّٰہ و الصلوٰۃ و الطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ

اس سلام رحمت کو سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت ودہشت میں کچھ کمی ہوئی تو آپ نے فرمایا:

السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین. جیسا کہ سکندر نامہ میں گوشہ نشین گنجہ شیخ نظامی نے کہا ہے

در آن جائ کاندیشہ نادیدہ جائ	درود از محمد قبول ازخدائ
گزر برسرخوان اخلاص کرد	ہم اوخورد ہم بخش ماخاص کرو

ترجمہ:۔اس جگہ جہاں ان دیکھی جگہ کا اندیشہ تھا وہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے درود پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اخلاص کے دسترخوان پر گذر ہوا تو حضورؐ نے خود بھی کھایا اور ہمارحصہ بھی مخصوص کیا۔

سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرئیل و میکائیل (علیہما السلام) اور تمام دوسرے فرشتوں نے وصال الٰہی ومقال بانی کی صدائے لامکان واعلان انعام کو سنا

مثنوی

صلائ ناز باہم چون زلاہوت	رسیدہ درصماخ گوش ملکوت
بیکبارآن ہمہ ازنیک خواہی	زجان دادند بردعویٰ گواہی

ترجمہ: جب مقام لاہوت سے صلائ ناز بلند ہوئی تو ملائکہ کے کانوں میں بھی پہنچی ان تمام ملائکہ نے بیک زبان ہوکر دل وجان سے اس دعویٰ کی گواہی دی۔

سدرۃ المنتہیٰ سے جہاں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے (یہ مقام ملائکہ سے بہت بُعد اور مسافت بیشمار پر تھا) وہ ندائے الٰہی اور صلائے کرم نامتناہی جب ان تمام ملائکہ کے کانوں میں پہنچی تو سب پکار اٹھے: **اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھدان محمد اعبدہٗ ورسولہ**.

(حضرت قدوۃ الکبراؒ نے اس مقام پر فرمایا کہ) بے شک زمانہ کے یہ دعویدار اور معاوضہ کرنے والے مشرب عشاق کے ایک رمز کا اثر بھی اپنے اندر نہیں رکھتے (اثر عشق سے بالکل کورے ہوتے ہیں) اور صادقین کے مذہب کے ناز دانداز سے ان کو مطلق خبر نہیں ہوتی لہٰذا ان کی زبان میں بھی گفتگو کرنی چاہیے۔اس طول کلام کی کیا ضرورت تھی اور ہم کو اس تمثیل سے کیا کام ہے ہر شخص سے اس کی سمجھ کے موافق بات کرو۔

سخن باہرکسی باید بقدر فہم اور گفتن
چہ دریابند انعام از رموز نکتہ وایما

http://Ashrafi.org

ترجمہ:۔ بات اگلے کے فہم وادراک کے مطابق کرنی چاہیے
نکتہ وایما سے کیا انعام حاصل کرنا ہے۔

اے برادر عزیز! سرور کونین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم صاحب دعوت تھے، اولیاء انبیاء علیہم السلام کے تابع ہیں اور فرمانبردار صاحب فرمان کا نمونہ ہے۔ اگر تم صوفیہ کرام کے اقوال اور ان کے افعال اور ان کے امر ونہی کو ریا پر مبنی متصوّر کرتے ہو تو یہ کفر محض ہے اور اس کے کہنے میں کوئی تاویل نہیں ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ جو ایسا خیال کرنے والا ہے وہ حقائق ودقائق سے آگاہی نہیں رکھتا وہ نہ آغاز کو سمجھ سکا اور نہ انجام کو۔ نہ اس نے خود کو پہچانا اور نہ خدا کو جانا۔

ازان در پایۂ حیران بماند
بظلمت خوار وسرگردان بماند

ترجمہ: وہ اپنے خیالات کے باعث حیران وسرگرداں رہتا ہے اور اندھیرے میں اِدھر اُدھر خوار وذلیل پھرتا رہتا ہے۔

قرآن کریم کے بعض احکام مقتضائے وقت پر مبنی ہیں

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ قرآن کریم کے بعض احکام مقتضائے وقت کے اعتبار سے تھے جس طرح فجر وعشا (کی نماز) میں قرأت جہری کا حکم کہ بعض مشرکین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کو ایذا پہنچاتے تھے جب وہ ان حضرات سے قرآن پاک سنتے تھے پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم جہری قرأت کے لیے ان اوقات میں دیا گیا جبکہ یہ کفار ومشرکین اپنے کاموں میں مشغول ہوتے تھے۔ نماز فجر کے وقت تو وہ سوئے ہوتے تھے اور مغرب وعشاء کے اوقات میں وہ اپنے دھندوں میں لگے ہوتے تھے۔ غافل ہوتے اور لہوولعب میں مشغول ہوتے تھے۔ اور نماز ظہر وعصر کے لیے قرأۃ خفی کا حکم دیا گیا چونکہ مشرکین وکفار سے ایذا رسانی کا خوف تھا۔ ذرا آیت لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ [1] پر غور کرو جس وقت اسلام کمزور حالت میں تھا سورہ الکافرون کا نزول ہوا اور جب اسلام نے قوت حاصل کر لی اور دین کے آثار کامل اور تمام ہو گئے تو اس وقت حکم ہوا:

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْ تُمُوْهُمْ [2] مشرکوں کو قتل کردو جہاں بھی تم ان کو پاؤ۔

اسی طرح ای دوست! اے بھائی: اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّ خُفْيَةً [3] کے حکم کا قیاس کرلو (کہ وہ بھی ابتدائے اسلام میں مقتضائے وقت تھا) اب تمام شہروں میں مسلمان اور مومنین صبح کی نماز میں ادعیہ واذکار میں قرأۃ جری کرتے ہیں۔ اس طرح کہ آس پاس کے لوگ ان کی قرأت کو سنتے ہیں۔ پس اس فعل کو کس طرح ''ریا'' کہا جا سکتا ہے:

---

[1] پ۳۰ الکافرون ٦ [2] پ۱۰ توبہ ۵ [3] پ۸ اعراف ۵۵

http://Ashrafi.org

کسی کین کاررا گوید ریائی   مراین آثار را ازخود نمائی
ریائی داردآن از پائ تاسر   کہ ہمچون خود بداند بہر دیگر

ترجمہ: جو شخص اس عمل کو ریا کہتا ہے اور ان آثار کو خود نمائی قرار دیتا ہے وہ خود از سرتا پاریا کار رہے کہ اپنی طرح دوسروں کو ویسا سمجھ رہا ہے۔

اے برادر! یہ عمل محض صدق واخلاص ہے نفاق اور ریا تو خود تجھ میں موجود ہے کہ تو ایسا مسلمانوں کے حق میں خیال کررہا ہے کیا شریعت کا تجھے کچھ علم ہے تو جانتا ہے کہ فرمایا گیا ہے کہ فاسد کی بنیاد فاسد ہے اور صحیح کی بنیاد صحیح ہے مگر پڑھنے سے کیا فائدہ جبکہ اس کی باریکیاں تو نہ سمجھا بنیاد صحیح کہ

اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِى السَّمَآءِ ۱ذات گرامی صفات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔اور آپ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ خرقہ مشائخ ان سے حضرت حسن بصری رئیس التابعین کے توسط سے مشائخ چشت تک پہنچتا ہے۔(قدس اللہ ارواحہم) اوران سے متصلاً حضرت شیخ نظام الحق والدین (حضرت نظام الدین) تک۔اچھی طرح سمجھ لو اور دل کی آنکھیں کھولو اور خود کو ضلالت وگمراہی میں مبتلا نہ کرو کہ یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ ۲یعنی قیامت کے دن تجھے مال اور بیٹے کوئی چیز نفع نہیں دے گی سوائے صدق کے کہ یَوۡمَ یَنۡفَعُ الصّٰدِقِیۡنَ صِدۡقُهُمۡ ۳کہ اس دن صدیقین کے کام ان کا صدق آئے گا

پس تمام پیران چشت کامل تھے اوران کے خلفاء کرم جوان کے قائم مقام ہیں وہ بھی کامل ہیں اور جوان کی نگاہوں میں منظور اور پسندیدہ ہے وہ بھی کامل ہوا کہ صحیح بنیاد ٹھیک ہوتی ہے اور اگر تم اس کے برعکس سمجھتے ہو تو وہ تمہاری بھینگی نظر کا قصور ہے اور عیب ہے۔پس تو ابھی تک معائب نفس میں مبتلا ہے۔

فرد

معیوب، عیب ہمہ کسانر انگرد   ازکوزہ ہمان بیردن تراود کہ بدست

ترجمہ: معیوب دوسروں کے عیب دیکھتا ہے۔کوزہ سے باہر وہی کچھ آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔

چنانچہ ارشاد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کلّ اناءٍ یترشح بمافیه ایسے لوگ قلاب (دھوکہ باز) بھی کہے جاتے ہیں۔

اے برادر! اور یہ جو تم نے سنا ہے کہ ذکر خفی ذکر جہر سے افضل ہے (قال علیہ السلام افضل الذکر الخفی) تو تم نے اس حدیث کے حقیقی معنی نہیں سمجھے ہیں۔سنو! ذکر خفی کا بس وہی اہل ہے کہ جس کی زبان غیر حق کی یاد سے بے خبر ہو اور اس کا دل ذاکر ہو گیا ہو آج کل کے زمانہ میں دنیا بھر کے لوگ معصیت میں گرفتار ہیں

۱پ۱۳ ابراہیم ۲۴   ۲پ۱۹ شعراء ۸۸   ۳پ۷ مائدہ ۱۱۹

http://Ashrafi.org

کہ (ظھر الفساد فی البر والبحر) تو تبلیغ کے اظہار کیلئے ذکر بالجہر کرنا زیادہ اولیٰ اور ضروری ہے دنیا کے شجیع اور بہادر مسلمان جب میدان کارزار میں کفار کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کرتے ہیں تو تکبیر بلند آواز ہی سے کہتے ہیں

مثنوی

در آیند گردان چو در روز جنگ　　بمیدان دلیران کشند چون نہنگ
چنان نعرہ برہم زنند از کمین　　کہ گوئی فتاد آسمان برزمین

ترجمہ: جب جنگ کے دن وہ آتے ہیں تو میدان میں شیر کی طرح آتے ہیں اور کمین گاہ سے اس طرح نعرہ بلند کرتے ہیں کہ گویا آسمان زمین پر آگرے گا۔

تا کہ اس کی ہیبت سے کفار بھاگ جائیں اور ان کی تکبیر کافروں کے دلوں پر اثر کرے اور جنگ درہم برہم ہوجائے

حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ شیروان کی زمین میں بہت سے لوگ گئے ہیں اور سیاحوں نے اس کی سیر کی ہے اور اس سرزمین کے عجائب وغرائب دیکھے ہیں ان کو معلوم ہے کہ ہمیشہ اس سرزمین کے مسلمان کافروں سے برسرپیکار رہتے ہیں اور یہ معاملہ سکندر ودارا کے زمانہ سے اسی طرح جاری ہے۔ وہاں کے مسلمانوں کو ''شیرداں،، کہا جاتا ہے۔ ایکبار ایسا ہوا کہ جنگ میں فتح ونصرت مسلمانوں کو حاصل ہوئی اور آتش پرستوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔

مثنوی

چو گردان نہادند روسوئے جنگ　　نمودند پیکار از نام وننگ
نبردی شد اندر سیاہ وسفید　　کہ گردان شدند از روان ناامید
زشروان برآمد صدائے ظفر　　بگبران رسیدہ ہزیمت وفر

ترجمہ: جب جنگ کی طرف انہوں نے منہ کیا تو ننگ ونام سے برسرپیکار ہوئے۔ سیاہ وسفید میں کوئی فرق نہ رہا اور وہ اپنی جانوں سے ناامید ہوکر لوٹ پڑے۔ شیروانوں سے فتح کی صدا بلند ہوئی اور کافروں کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔

شیروان کے چند کفار جو جنگ سے بھاگے تھے مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے۔ ان سے جب یہ پوچھا گیا کہ ایسے ہتھیاروں اور آلات جنگ کے ہوتے ہوئے بغیر جنگ کے تم کیسے پسپا ہوگئے تو انہوں نے کہا کہ تمہاری تکبیر کی آواز جب ہمارے کانوں میں پہنچی تو ایسی ہیبت اور دہشت ہم پر طاری ہوئی کہ دنیا ہماری آنکھوں میں تاریک ہوگئی

مثنوی

شنیدم چو آواز ہیبت فگن　　نوائے دلیران لشکر شکن
شد از ہیبت او چنان آب خون　　جہان گشت برچشم ما تیرہ گون

ترجمہ: جب تکبیر کی وہ ہیبت اثر آواز ہم نے سنی جو لشکر شکن دلا در لگا رہے تھے تو اس کی ہیبت سے ہمارا خون پانی ہوگیا اور دنیا آنکھوں میں تیرہ و تار ہوگئی ہے۔ پس اے بھائی! اگر ذکر کی آواز ان غفلت پرستوں کے کانوں میں پہنچ جائے اور ان میں اتر کرے اور وہ غفلت کی غرقابی سے نکل آئیں اور خداوند تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ شاید اس حدیث شریف کے معنی پر تم نے غور نہیں کیا ہے کہ **رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر** جب میدان عبادت کے بہادر اور انانیت کی رزمگاہ کے دلیر نفس کی پیکار میں مشغول ہوتے ہیں اور رستم کی طرح جنگ کرتے ہیں تو ان کو فتح و فیروزی حاصل ہوتی ہے اور:

اِنَّافَتَحْنَالَکَ فَتْحاً مُّبِیْنًا بیشک ہم نے تم کو ایک فتح ظاہر عطا کی ہے۔[1]

سے اس فتح کی جانب اشارہ ہے:

مثنوی

چویابی نصرت از جنگ رجعنا بشادی کوس زن انا فتحنا

کسی کین جنگ را نصرت پناہ است بادرنگ جہان اوبادشاہ است

ترجمہ: جب جنگ رجعنا یعنی جہاد اکبر (نماز) سے فتح و نصرت حاصل کرلو تو پھر مسرّت کے ساتھ انا فتحنا کا نقارہ بجاؤ کہ جس کو اس جنگ (عبادت) میں فتح و نصرت حاصل ہوگئی وہ پھر اس دنیا کے تخت پر بادشاہ بن کے بیٹھتا ہے۔

ذکر خفی سے کیا مراد ہے

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ذکر خفی سے مراد ذاکر کا ذکر میں فنا ہو جانا ہے بلکہ ذاکر و ذکر دونوں کا مذکور کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے۔

اس اعتبار سے اگر ذاکر یا ذکر کا شعور اس میں باقی ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کی فنا فناء الفناء کے مرتبہ پر نہیں پہنچی ہے۔ اس فناء الفنا سے مراد ذاکر کے شعور کا ذکر و مذکور سے فنا ہو جانا ہے اور اس قسم کا ذکر، ذکر جلی سے افضل ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

افضل الذكر الخفى ذکر خفی افضل ہے۔

اور یہ رباعی اسی ذکر خفی کے سلسلہ میں ہے:

رباعی

ذکر کن ذکرتا ترا جان است پاکئ دل زذکر یزدان است

چون تو فانی شوی زذکر بذکر ذکر خضیہ کہ گفتہ اند آن است

ترجمہ: جب تک تیری جان میں جان ہے ذکر کرتا رہ کہ دل کی پاکی اسی ذکر الٰہی سے قائم ہے۔ جب تو ذکر سے

---

[1] پ ۲۶ الفتح ۱

ذکر میں فنا ہو جائے گا تو اسی کا نام ذکر خفی ہے۔

حضرت ابوبکر دنیوری کے اس قول میں کہ:

ادنی الذکر ان ینسیٰ دونہ ونھایة الذکر ان یغیب الذاکر فی الذکر عن الذکر ویستغفر بمذکور عن الرجوع الیٰ مقام الذکر وھذا حال فناء الفناء.	ادنی ذکر یہ ہے کہ اس کے سوا ہر چیز کو بھول جائے اور نہایت ذکر یہ ہے کہ ذاکر ذکر میں غائب ہو جائے اور مذکور سے (خداوند تعالیٰ) استغفار کرے کہ وہ پھر مقام ذکر کی طرف نہ لوٹے۔ اس کو حال فناء الفناء کہتے ہیں۔

اور وہ لوگ جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے:

اتدعون اصماً وغائباً کیا تم بہرے اور غائب کو پکار رہے ہو۔

استدلال کرتے ہیں (ذکر خفی پر) ان کو یہ بات سمجھ لینا چاہیے کہ اس قول شریف کا صدور ایک واقعہ کی بناء پر ہے جیسا کہ امام نجم الدین صاحب ''منظومہ،، نے بیان فرمایا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر میں تھے۔ جب یہ حضرات ایک بلند مقام پر پہنچے تو انہوں نے تکبیر وتہلیل بلند آواز میں کی اور اس بلندی (پہاڑی) کے نیچے اعداءِ دین کا پڑاؤ تھا اور گھات لگائے بیٹھے تھے تو اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم کسی بہرے اور غائب کو پکار رہے ہو۔ بلکہ تم تو ایک سمیع وبصیر کو پکار رہے ہو (پھر آوازیں بلند کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔

شریعت میں یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ بعض احکام شریعت کسی ایک شخص یا ایک مخصوص زمانہ (وقت) کے لئے تھے نہ کہ عام طور پر وہ حکم تھا (طریق عموم پر نہیں) جیسے ۹ عورتوں سے نکاح یا فدیہ کا کھانا۔

مدّ ذکر کی تفصیل

اس موقع پر حضرت نور العین نے ذکر کی مد (کھینچا) کے سلسلہ میں عرض کیا تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ایک تفسیر میں یہ مذکور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے لا الٰہ الا اللہ کہا اور اس کو کھینچا (من قال لا الٰہ الااللّٰہ ومدھا ھدمت عنہ اربعة آلاف ذنب من الکبائر) تو اس کے چار ہزار گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے۔ اور آسمان سے اترتا ہے ذکر کونین کے وقت اور کہا گیا ہے دو شخصوں میں جھگڑا ہوا اور وہ دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی کے خلاف قسم کھائی یوں کہا اللّٰہ الذی لاالٰہ الاّ ھو اور آواز کو مد کے ساتھ کھینچا حالانکہ وہ اپنی قسم میں جھوٹا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی قسم میں جھوٹا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو محض کلمہ طیبہ کی مد کے ساتھ پڑھنے سے بخش دیا۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ میں حضرت میر کی خدمت میں مقام اوچہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ صاحب ضیائیہ آئے اور انہوں نے حضرت میر سے درخواست کی کہ مجھے کلمہ طیّبہ کی تلقین فرمائیں۔ حضرت میر نے ان کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا اور

http://Ashrafi.org

تلقین کلمہ فرمائی اس وقت انہوں نے کلمہ لاالٰہ الا اللّٰہ کو اتنا بلند اور طویل کھینچا کہ حاضرین مجلس کا دم گھٹنے لگا کہ ان کے ساتھ حاضرین مجلس نے بھی اسی طرح مد کے ساتھ کلمہ پڑھا حضرت میر نے بھی ایک سانس میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو پورا کیا۔ اس کے بعد حضرت میر نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

من قال لاالٰہ الا اللّٰہ ومدھا دخل الجنۃ. جس نے لا الہ اللہ کہا اور اس کو کھینچا پس وہ جنت میں داخل ہوا۔

حضرت میر نے فرمایا کہ ذکر محبّانہ بھی ہے اور محبوبانہ بھی۔ محبوبانہ یہ ہے کہ کلمہ لا کو مدّ اور شوق کے ساتھ طویل کھینچے کہ اس کی اصل بقا میں ہے۔ امید ہے کہ کلمہ نفی سے اثبات پر پہنچ جائیں گے حالت مدّ میں نفی و اثبات کے اسرار کو دل میں لائے اور کلمہ نفی کی مد کلمہ اثبات (الا اللہ) سے دراز تر ہونا چاہیے۔ فضل الٰہی سے جب کسی کے کلمہ اثبات کی تکمیل ہو جائے گی تو وہ محبوب حق بن جائے گا اور اس ذکر میں اس بات پر مستعد اور منتظر اس کا ہو جاتا ہے کہ شاید نفی (کلمہ لا الٰہ) ہی میں اس کو پیام اجل آجائے اور پھر الا اللہ کہنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے صاحب ذکر کو چاہیے کہ ذکر میں ہمیشہ کوشاں رہے کہ ذکر درست ادا ہو۔ اور ذکر کے حروف (الفاظ) تعظیم کے ساتھ حضور قلب کے ساتھ زبان پر لائے اور دل کو زبان کا ہم سخن بتائے (دل میں ذاکر بن جائے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

من ذکر اللّٰہ وقلبہ ساہٍ عن اللّٰہ فااللّٰہ خصمہ یوم القیامۃ جس نے اللہ کا ذکر کیا اور اس کا دل اللہ سے غافل رہا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے دشمنی فرمائے گا۔

شعر

اتلعب بالدعاء وتزوربہٖ وما یدربک مانع الدعاء

سہام اللّیل لاتخطئ ولکن لھا امدو الامد القضاء

ترجمہ: کیا تو نے دعا کو بازی اور کھیل سمجھ رکھا ہے اور مکر کرتا ہے اس کے ساتھ اور کیا چیز تجھے آگاہ کرتی ہے کہ مانع دعا کیا ہے سہام شب خطا نہیں کرتی ہے لیکن ان کے لئے نہایت ہے اور نہایت قضا ہے۔

ربط قلب

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا پیر و مرشد سے دلی لگاؤ سب سے زیادہ ضروری ہے۔ جب تک مرید صادق کو یہ دلی لگاؤ نہ ہوگا کوئی کام اس کا آگے نہ بڑھے گا خصوصاً ذکر کی حالت میں مرید پر لازم ہے کہ پیر کے روحانیہ کو اپنے پاس حاضر رکھے کیونکہ پیر کی روحانیت کسی جگہ قائم نہیں ہے تو اس کے لئے ہر جگہ اور ہر مقام برابر ہے۔

بیت

بہر جا کہ باشی خدایارتست بہرہ خرامی پئی کارتست

ترجمہ: تو جہاں ہے خدا تیرے ساتھ ہے تو جس راہ پر بھی چلے گا وہ تیرا مددگار رہے۔

http://Ashrafi.org

مرید اپنے شیخ کی روحانیہ سے الگ نہیں ہوتا اگرچہ شخصیتاً اس سے الگ ہے دوری کا تعلق تو مرید سے ہے۔ جب مرید دل سے شیخ کو یاد کرتا ہے تو پیر اس کے نزدیک ہو جاتا ہے اور پیر کا دل اُس سے متعلق ہو جاتا ہے پھر وہ پیر سے فائدہ حاصل کرتا ہے جب حاجت پڑے مشکل کشائی کے لئے تو پیر کو اپنے دل میں حاضر کرلے اور پیر سے سوال کرے زبان ظاہر سے جو دیکھے تو پھر روحانیہ پیر زبان باطن سے الہام کرتا ہے حقیقت واقعہ کا

رباعی

دل دانائے من دارد زبانی — کہ گوید سرِّ عرفان ترجمانی
کسی راگر کشادہ گوش باطن — بوداو بشنود ازحق بیانی

ترجمہ: میرا دل دانا ایک زبان رکھتا ہے جو سرعرفانی کی ترجمانی کرتی ہے۔ اگر کسی شخص کے گوش باطن کھلے ہوئے ہیں تو ممکن ہے کہ وہ حق کی طرف سے کسی پیام کو سن سکے۔

یہ بات میسّر نہیں ہوسکتی مگر اسی وقت جبکہ اپنے شیخ سے رابطہ دلی رکھتا ہو۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے! جب مرید شیخ سے ارتباط دلی پیدا کرلے گا تو وہ فیض جو شیخ کے آئینہ دل میں جلوہ فگن ہے اور اس کو پہنچ رہا ہے۔ اس کا اثر مرید کے دل پر بھی پرتو فگن ہوگا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ماصب اللّٰہ شیئًانی صدری الاوقد صبیتہ فی صدر ابی بکر — اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں کوئی چیز ایسی نہیں ڈالی جو میں نے (حضرت) ابوبکر کے سینہ میں نہ ڈال دی ہو۔

مثنوی

ازین دل تا بآن دل راہ باشد — کسی داند کزین آگاہ باشد
چوتو در راہ تادر زدی گام — چہ دانی حاصل منزل سرانجام

ترجمہ: اس دل سے اس دل تک تعلق ہونا چاہیئے اس بات کو وہی جانتا ہے جو اس رمز سے آگاہ ہے جب تم دل کے راستہ پر شاذ ہی قدم رکھتے ہو تو پھر منزل اور اس کے سرانجام کو کیا جانو۔

اس موقع پر حالت ذکر میں حضوری قلب کا تذکرہ آگیا۔

حضرت قدوۃ الکبرٰ نے فرمایا اس راہ کی نہایت حصول اور س بارگاہ میں غایت وصول صرف حضور دل سے ذکر کرنا ہے

مثنوی

چودر ذکر خدا حاضر نباشی — چہ حاصل گرہمہ عمر خراشی
ولیکن یاد آن روئے دلآرام — نباشد خالی از فائدہ وکام

ترجمہ: جب تم ذکر خدا میں حاضر نہیں ہو تو عمر بھر بھی خروش کرتے رہو اس سے کیا حاصل لیکن اس محبوب دلآرام کی یاد فائدہ ومقصد سے خالی نہیں ہے۔

http://Ashrafi.org

بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا ذکر کرنا خواہ وہ بغیر حضور قلب ہی کیوں نہ ہو۔ فائدہ کلی اور سرمایہ اصل ہے۔ چنانچہ عقیدہ نجاح میں بیان کیا گیا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان سے بغیر حضور قلب بھی معتبر ہے اور اس کے دنیا وآخرت دونوں جہاں میں اچھے آثار ہیں اور محض فرمانبرداری بھی تو عبادت ہے اگر چہ قبول کا حال نہ جانے اور اللہ تعالیٰ داناتر ہے۔،،

اس سلسلہ میں تفسیر بُستی میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد

وَالذّٰاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًاو الذّٰاکِرٰت [1] اور اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں۔

کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ تین قسم کے افراد ہیں اور انہی میں سے ہیں زبان ہی سے ذکر کرنے والے اور یہی قول یحیٰ بن سلام کا ہے۔ اور شیخ نجم الدین کبریٰ نے فرمایا کہ ذکر خواہ وہ زبان ہی سے کیوں نہ ہو ایک سلطان عظیم ہے (غلبہ بزرگ) اس کی مثالیں ''فتویٰ الکبرا،، فتاویٰ خانیہ،، اور دوسری کتب میں موجود ہیں۔ کہ ایک شخص دعا کرتا ہے اور دل اس کا غافل ہے تب بھی وہ ذکر ہے اگر دعا کے ساتھ ساتھ دل کی نگہبانی بھی ہو تو ایسا ذکر افضل ہے اور اگر ذکر کے ساتھ رِقّت قلب نہیں ہے تو ذکر کے ترک سے یہ افضل ہے کہ بغیر رِقّت قلب کے ہی ذکر کرے۔ ممکن ہے کہ یہ اس کی استطاعت میں نہ ہو (رقتّ پر اس کو قدرت حاصل نہ ہو)

پس جب ذکر کی فضیلت کو تم نے جان لیا تو تم کو سزاوار ہے کہ تم خدا کا ذکر کرو اور اس کو ہر حال اور ہر وقت میں یاد کرو اور اپنی تمام ضروریات کو اس کی طرف رجوع کرو کہ بے شک یہ عبودیت وبندگی کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے کہ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو وہ قیامت کے دن تک بطن ماہی میں رہتے۔

حضرت قدوۃ الکبرا کا یہ معمول اور مقررہ قاعدہ تھا کہ آپ ذکر جہر فرماتے تھے ہر وقت (بلا قید وقت) کہ طالب مشتاق اور کوئے افتراق کے مجاور کی یہی نشانی ہے کہ وہ نالہ وفغان میں مصروف رہے۔ اپنی طرح آپ اپنے اصحاب (مریدوں) کو بھی ذکر جہر کی تاکید فرماتے تھے۔ اور ہر حال میں اپنے احباب کو حکم فرماتے کہ ذکر جہر کریں یہاں تک کہ حضرت کے مریدین کوچہ وبازار سے بھی ذکر جہر کرتے ہوئے گزرتے تھے۔

رباعی

دلی کان طالب گلزار باشد چوبلبل درپی گلزار باشد
نباشد خالی اواز نالۂ زار اگردر کوچہ وبازار باشد

ترجمہ:۔ وہ دل جو اس محبوب کا طالب ہے وہ اس گل کے لیے ہمیشہ بلبل کی طرح فریادوزاری کرتا رہتا ہے خواہ وہ کسی گلی میں ہو یا بازار میں، ہر جگہ نالۂ زار کرتا رہتا ہے۔

---

[1] پ۲۲ احزاب ۳۵

http://Ashrafi.org

حضرت کے بعض ہم عصراس طریقہ پر اعتراض کیا کرتے تھے اور اس طریقہ کے منکر تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس طرح ذکر کرنا بدعت ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا ان لوگوں سے جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ طالبان حق اور سالکان راہ مطلق اگر اس طرح ذکر نہ کریں تو اس ارشاد ربانی فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۱؎ سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ شاید یہ بات ان کے کانوں تک نہیں پہنچی ہے کہ ہر جگہ ذکر کرنا اولیٰ ہے خواہ وہ غفلت پرستوں کی مجلس و محفل ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ تفسیر درر میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وضاحت کی گئی ہے اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا ۲؎ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ذکر اللّٰہ فی الغافلین مثل الشجرہ الخضراء فی وسط الشجرۃ التی قدخلت ورقھاد ذکر فی الشرعیہ یغتنم الذکربین الغافلین وفی معرک الاسواق.

اللہ کا ذکر غافلوں میں ایسا ہے جیسے ایک سرسبز درخت ان درختوں کے بیچ میں جن کے پتے (سوکھ کر) گر پڑے ہوں اور شرعیہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ غافلوں میں اور بازار کے جھمگٹوں میں ذکر غنیمت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ

ذکر اللّٰہ فی الغافلین کا ملیازرفی القاتلین

غافلوں میں خدا کا ذکر اس طرح ہے جیسے قتال کرنے والوں میں کوئی مبارز (بہادر) آپہنچے۔

صحاح میں آیا ہے:

لاتقوم الساعۃ علی الارض مات یقول اللّٰہ. اللّٰہ

اس وقت تک قیامت زمین پر قائم نہیں ہوگی جب تک کوئی کہتا ہے اللہ اللہ

اور یہ بھی التنبیہہ میں مذکور ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

من دخد السوق فقال لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حّی لایموت بیدہ الخیروھو علیٰ کل شئ قدیرہ کتب اللّٰہ لہ الف الف حسنۃ ومحاعنہ الف الف سیئۃٍ ورفع لہ الف الف درجۃ

جو شخص بازار میں داخل ہوا اور پھر اس نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس کے لیے ملک ہے اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے وہ زندہ کرتا ہے وہ ہی مارتا ہے اور وہ خود ایسا زندہ ہے جس کے لیے موت نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ تمام چیزوں پر قدرت رکھنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہزار

۱؎ پ۵ نساء ۱۰۳ ۲؎ پ۴ آل عمران ۱۹۱

http://Ashrafi.org

ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس سے ہزار ہزار برائیوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کے لیے ہزار ہزار درجے (مرتبے) بلند کر دیتا ہے۔

جامع من الفتاویٰ میں آیا ہے

''ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ ایام عشرہ میں بازار سے گزر رہے تھے بغیر کسی ضرورت کے اور بلند آواز سے تکبیر کہتے جاتے تھے،،۔

لیکن مجلس فسق میں ذکر کرنے کے بارے میں تو خلاصہ وکبریٰ میں مذکور ہے:۔

انہ ان قوی الفس ویشغلون بالفسق وانا نشتغل بتشبیح اللّٰہ فھواحسن و افضل کمن سبح اللّٰہ فی السوق ونوی ان الناس یشتغلون بامور الدنیا و انااسبح اللّٰہ فاذاسبح اللّٰہ فی مثل ھذا الموضع کان افضل من ان یسبح اللّٰہ وحدہ فی غیر السوق.

جبکہ فسق طاقت پکڑ جائے اور فسق زور پکڑے اور ہم اس وقت تسبیح خدا میں مشغول ہوں تو یہ بہتر ہے اور افضل ہے اس بات سے کہ کوئی شخص بازار میں تسبیح خدا اور ذکر کرے اور اس بات کی نیت کرے کہ بے شک لوگ دنیا کے کاموں میں مشغول ہیں اور میں خدا کی تسبیح کر رہا ہوں۔ اگر یہ نیت نہ ہو تو یہ افضل ہے اس سے کہ تسبیح خدا کرے کوئی شخص تنہا غیر بازار میں (یعنی یہ دونوں نہیں ہونا چاہیے کہ لوگ لہو ولعب میں مشغول ہیں اور میں بازار میں ذکر خدا کر رہا ہوں۔ اس میں انا نیت ہے اس انا نیت سے بہتر ہے کہ تنہائی میں ذکر کرے۔ اور بازاروں میں ذکر کرنا اس وقت افضل ہے جبکہ دعویٰ انا نیت نہ ہو)

ایک بار فقراء اشرفی کا حضرت سید محمد گیسودراز کی خانقاہ (گلبرگہ دکن) میں نزول ہوا حضرت مخدوم زادہ کے خلوص کے باعث حضرت قدوۃ الکبراؒ چار مہینہ تک وہاں مقیم رہے۔ ایک دن ان ملفوظات کا جامع (نظام یمنی) حضرت نور العین وشیخ ابوالمکارم وشیخ مبارک وشیخ یوسف اور بعض دوسرے احباب بطور تفریح طبع ایک باغ میں پہنچے کچھ نوجوان باغ کے چمن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فسق وفجور کے آلات۔ شراب، کباب) چنگ ورباب تمام سامان عیش مہیا تھے ہر ایک شراب کے نشہ میں مست تھا اور اس وقت کے مناسب اشعار خوانی ہو رہی تھی اور لذت جسمانی اور حظ نفسانی کی داد دے رہے تھے اتفاق سے ہم لوگ ذکر جہر کرتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ ہم لوگ اس باغ کی تفریح میں بلبل بیقرار کی طرح نالہ وزاری کر رہے تھے۔ فرد

چو بلبل درسر گلزار باشد
بگل بر در فغان وزار باشد

ترجمہ: بلبل کی طرح گلزار میں پھول پر آہ وزاری کی۔

http://Ashrafi.org

جیسے ہی ان لوگوں نے ہمارے ذکر کی آواز سنی عیش کوشی سے رک گئے اور کچھ دیر تک بڑی توجہ سے وہ ہمارے ذکر الٰہی کو سنتے رہے، ذکر صفا اور اس کی برکت سے توفیق الٰہی نے ان کی مدد فرمائی اور توفیق الٰہی کے ساقی نے حال و کیف کا ایک گھونٹ ان کو پلا دیا اور وہ خمارِ معصیت سے نکل آئے مستی کی غفلت، فسق و فجور کی سرخوشی سے ہوشیار ہو گئے۔

مثنوی

زساقی ساغرتوفیق خوردند   شراب توبہ رادر کام بردند
حریف مجلس توفیق دادار   بمستی غفلت آمد کردہشیار

اورناگاہ گریہ وزاری کرنے لگے اور ہمارے پاس آ گئے بڑے عجز وانکسار کے ساتھ ہمارے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہنے لگے:

مثنوی

شدہ کشتی مادر بحرغرقاب   غان کشتیم درآب دریاب
بود کزدرطہ غرقاب کشتی   بساحل پے نہاداز پادپشتی

ترجمہ: ہماری کشتی گناہوں کے سمندر میں ڈوب گئی ہے اور ہماری مدد کرو کہ ہم بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ کشتی کے یہ ڈوبنے والے آپ کی پشت پناہی سے ساحل نجات تک پہنچ جائیں۔

اس حکم کے مطابق کہ بھائی کا بھائی کی مدد کرنا ایثار ہے۔

ہم نے ان لوگوں کو ساتھ لیا اور حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ سب لوگ شرف توبہ سے شرف ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور معاصی ومناہی سے ان کو چھٹکارا مل گیا۔

مثنوی

چوبیژن بودہ اندافتادہ درچاہ   کہ آمدرستم توفیق درگاہ
گرفت ازچاہ عصیانش برآورد   بسوئے خانہ توبہ برآورد

ترجمہ: افراسیاب نے بیژن کو گرفتار کر کے کنویں میں ڈال دیا تھا۔ افراسیاب کی بیٹی منیژہ اس پر فریفتہ تھی آخر کار رستم نے اس کو کنویں سے نکالا۔ بارگاہ الٰہی سے توفیق کا رستم آیا اور ان کو کنویں سے نکالا۔ اور توبہ کے گھر تک پہنچایا۔[۱] الـلـھـم رونـا بـمـاء الاستغفار وادرناعن رقدہ الاصرار بالنبی و آلہ المختار

[۱] الٰہی ہم کو استغفار کے پانی سے سیراب کر دے اور خواب اصرار سے بیدار کر دے۔ بطفیل سیدالابرار صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ الاطہار رضی اللہ عنہم۔

طریق ذکر مشرب شطاریہ

حضرت قدوۃ الکبرا کے حضور میں مشرب شطاریہ کے بارے میں گفتگو ہونے لگی تو حضرت قدوۃ الکبری نے فرمایا کہ اگرچہ مشرب شطاریہ کو مشرب قدیم نہیں کہا گیا ہے (یہ مشرب قدیم نہیں ہے) لیکن اس مشرب میں حصول فوائد اور وصول مقاصد زیادہ

http://Ashrafi.org

ہیں۔اس مشرب کا رواج شیخ الشیوخ کے خلفاء سے بہت زیادہ ہوا۔اور آپ کے متاخرین خلفاء کے باعث اس کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور ان کے ذریعہ بہت پھیلا۔میں نے بھی حضرت میر (سید جلال بخاری) کے ذریعہ اس مشرب کا مزا چکھا ہے۔اس مشرب کے اصول آٹھ ہیں۔ اور ان اصول کو حروف ہشتگانہ میں بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں۔ ب۔ا۔ص۔م۔ش۔ت۔ف۔اور د۔

برزخ وذات باصفات بود — شدّ بامدّ از نکات بود
تحت دفوق بواسطۂ سالک — باقی ازفانی الصفات بود

ب سے مراد برزخ ہے اسے ذات مراد ہے ص سے صفات مراد ہیں م سے مراد مَدّ ہے ش سے مراد شدّ ہے ت عبارت ہے تحت سے ف سے مراد فوق ہے اور د عبارت ہے دم سے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ اس مشرب کے ارکانِ ہشتگانہ سے پہلا رکن برزخ ہے برزح دو قسم کا ہوتا ہے کبریٰ اور صغریٰ۔ چنانچہ برزخ صغریٰ مرشد کا تصور ہے جس کو مطلق تصورّ، واسطہ اور رابطہ بھی کہتے ہیں۔اور طریقت میں مرشد کا تصوّ رہی اصل کلی ہے۔

نباشداز فنائے خود تحّر — کہ گم گردد دوعالم درتصّور
خداازروئے معنی چون جہانگیر — تجلی میکند درصورت پیر

ترجمہ:۔اپنے فنا کی کچھ حیرت نہیں ہے کیونکہ دوعالم تصّور میں گم ہوجاتے ہیں ازروئے معنیٰ خدا، پیر کی صورت میں تجلّی کرتا ہے۔

اس مشرب کا دوسرا رکن اسم ذات اللہ ہے۔فقہاء کے نزدیک یہ اسم ذات جامع صفات کمالیہ کا ہے (جمیع صفات اس میں جمع ہیں) اور علمائے طریقت اور کاملین حقیقت کے نزدیک اسم ذات ''ہو،، ہے۔ پرکار کا ایک ایسا دائرہ ہے جو مرکز موجودات اور نقطۂ کائنات کو محیط ہے:

پس اسی بناء پر بعض اگلے مشائخ نے ذکر ھو کو اختیار کیا اور بعض نے ذکر لہ کو اور ذکر اللہ کو ان میں بعض ذکر کرتے وقت کہتے ہیں ''ھوانت ھو،، اور بعض ذکر لہ اور ذکر اللہ لا الہٰ الاّ ھو اور جمہور نے اختیار کیا ذکر ھو کو اور عوام کا ذکر اللہ ہے اور خواص کا ذکر ھو اور اخص الخواص کا ذکر ھی ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ شطاریہ مسلک میں ذکر اسم ذات ''ہشت رکن،، کے ساتھ بہت سے فوائد کا حامل اور بے شمار ثمرات کا عطا کرنے والا ہے اور اگر ان ارکان ہشت گانہ کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو وہ زیادہ فائدہ بخش نہیں ہے مگر جبکہ تیئیس ۲۳ سال ذکر اسم اللہ کی پابندی کرے اُس کے بعد نتیجہ دیتا ہے۔اور فائدے دکھاتا ہے اور تحت عبارت ہے ناف کے نیچے سے کہ نام اللہ کا الف وہیں سے ہوتا ہے اور مد عبارت ہے بہت زیادہ کھینچنے سے لفظ اللہ کے کہ اسماء صفات کا ملاحظہ وہیں سے کیا جاتا ہے اور ناف جسم کے بیچ میں ہے اور اس میں بہت سے اسرار پوشیدہ ہیں اور آگ کا گھر ہے اور شدّ عبارت ہے لفظ اللہ کو

http://Ashrafi.org

سختی کے ساتھ کھینچنے سے جس قدر شدّ کو سختی سے کھینچے اتنا ہی خطرات کو لایعنی کرے اور ذوق وشوق ظاہر ہو تو طالب صادق کو چاہیئے کہ آٹھوں اسماء کا لحاظ رکھے اور اتنی کوشش کرے کہ کوئی رکن آٹھوں ارکان سے رہ نہ جائے تا کہ سبب انقطاع ذکر میں نہ ہو

بیت

چو باشد عالم اندر ذات انسان بود نا چار دردی ہشت ارکاں

یوں تو اصناف مشرب حد سے زیادہ ہیں اگر ان کی طرف توجہ کی جائے تو مقصود اصلی فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ذاکر اثبات ونفی کے وہ اقسام جو مشائخ سلف نے وضع فرمائے ہیں ان کی شرح ناممکن ہے

کسی کو طالب این راہ باشد
زبحر قطرۂ آگاہ باشد

چنانچہ ذکر دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، وہ ضربی تک مقرر کئے ہیں۔ دوضربی، ۔سہ ضربی، چہار ضربی کو مربع، مسدس، مثمن سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

(اس سلسلے میں نقش اس لطیفہ کے آخر ص ۔۔۔ پر ملاحظہ فرمائیں)

ذکر قلندریہ

اس ضمن میں ذکر قلندریہ کا موضوع چھڑ گیا، فرمایا کہ یہ خاص طور پر صحرائے ہمت کے شیروں کے ساتھ مخصوص ہے۔ بڑے جوانمردوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ہر بوالہوس اس مشرب خونخوار میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ اور نہ ہر ہوسناک اس جان لیوا صحرا کی طرف رخ کرسکتا ہے۔

مثنوی

نیارد ہرکسی پاداشتن چیر زبیم جان خود دربیشۂ شیر
مگر آن شیر دل کز آہوئ جان بشوید دست خود از خان واز مان

ترجمہ:۔ اس میدان میں ہر کوئی شیر کے ڈر کے باعث قدم نہیں رکھ سکتا مگر وہ شیر دل جو جان ومال کی پرواہ نہ کرے

اس کے لئے رستم کی ضرورت ہے جو دلیرانہ طور پر یہاں قدم رکھے اور ایسے پہلوان کی ضرورت ہے جو کارزار اذکار میں ہمت کے ساتھ جان کی بازی لگا سکے۔ اس میدان میں جب تک خون نہیں بہایا جاتا مقصود کا درخت پھل نہیں لاتا

نہ ہر کو آید از کوہی بود با دعوت موسیٰ نہ ہر کس زاید از زالی شود با ہیبت رستم

ترجمہ:۔ ہر شخص جو پہاڑ سے اترتا ہے وہ حضرت موسیٰ کی طرح دعویٰ پیغمبری نہیں کرسکتا اور اسی طرح زال سے پیدا ہونے والا ہر بچہ رستم کی طرح پر ہیبت نہیں ہوسکتا۔

اذکار کے یہ اقسام بے حد بے شمار و بیروں از قیاس ہیں اور ان کے گونا گوں اسرار حضرات صوفیہ کی کتب سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ خود میں نے بحر ذاکرین میں اذکار کے اصناف وانواع اور تمام مشارب طریقت کے اسرار گونا گوں کو بیان کیا ہے جو ان سے آگاہی حاصل کرنا چاہے، بحر ذاکرین کے مطالعہ سے حاصل کرسکتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا اگرچہ میں نے تمام مشارب کے اذکار اور ان کے اسرار کو اپنی کتابوں اور رسالوں میں بیان کردیا ہے۔ اور اپنی عمر گرانمایہ کو ان کو شرح میں صرف کیا ہے۔ لیکن ذکر کی حقیقت کہ سالکان

احرار کا مقصود جس سے وابستہ ہے اور کیفیت اسرار اذکار کا پایا جانا اسی پر موقوف ہے وہ متعلق ہے پیر کی رہبری اور مرید کی تابعداری سے

معانی ہرگز اندر حرف ناید   کہ بحر قلزم اندر ظرف ناید

ترجمہ:۔ یہ معانی قید حروف میں نہیں آسکتے کہ قلزم کبھی ظرف میں نہیں سماسکتا۔

حضرت قدوۃ الکبرا اس درگاہ کے بعض طالبوں اور اس راہ کے بعض سالکوں کو جو بلند ہمت ہوتے تھے مشرب قلندریہ میں مشغول فرمایا کرتے تھے۔

ایسے لوگوں کو حضرت قدوۃ الکبرا حکم دیتے تھے کہ ریگستان میں جاکر اس مشرب کے اذکار میں مشغول ہوں اگر ریگستان میں نہ جائیں تو نمدہ یا اسی طرح کی کسی چیز سے ایک جھونپڑی بنالیں اور اس میں بیٹھ کر یہ شغل کریں۔ اور خادم کو آش پکانے کا حکم کرتے تھے۔ اکثر اوقات آش بُغر ا[۱] پکانے کا حکم دیا کرتے تھے۔ جب ذاکرین ذکر سے فارغ ہوتے تو وہ دسترخوان پر بیٹھتے اور اس آش کے صرف چند چمچہ کھاتے۔ اگر وہ اس وقت کھانے کی طرف راغب نہ ہوں تو ہلاکت کے قریب پہنچ جائیں۔

مشائخ چشت ذکر حلقہ کی صورت میں فرماتے تھے

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ ذکر حلقہ صبح وشام مشائخ چشت کا معمول رہا ہے۔ جب میں حضرت خواجگان چشت کے مزارات منورہ کی زیارت کے لیے چشت پہنچا تھا تو میں حضرت مخدوم زادہ صاحب سجاد حضرت خواجہ قطب الدینؒ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی اور گوناگوں لطائف سے انہوں نے مستضید فرمایا۔ اثنائے گفتگو میں انہوں نے فرمایا صبح وشام ذکر حلقہ کا التزام رکھو اسکو کبھی ترک نہ کرنا کہ یہ ہمارے مشائخ کرام کا معمول رہا ہے اور اس قسم کے ذکر (حلقہ) میں بہت سے فائدے ہیں۔ جب تم وظائف معہودہ (مقررہ وظائف) اور مسنونہ اوراد سے خاص طور پر مسبعات عشر کی تلاوت سے فارغ ہوجاؤ تو پھر حلقہ میں بیٹھ جاؤ۔ اس وقت صاحب حلقہ کو چاہیئے کہ نفی واثبات کا کلمہ شروع کرے اور دوسرے شرکاء حلقہ اس میں اس کے ساتھ شریک ہوں۔ اور جہاں بتانے کی ضرورت ہو (محاضرہ وتقریر) اس کا لحاظ رکھیں اور اس امر میں پوری پوری کوشش کریں کہ اثبات میں سب لوگ (تمام حاضرین) ایک ساتھ شریک ہوں اور کسی کی آواز ''اثبات،، میں دوسرے سے الگ اور جُدا نہ ہو جب کلمہ نفی واثبات سے تھکاوٹ پیدا ہونے لگے تو کھڑا ہوجائے اور تین بار کلمہ طیبہ کہے اور کلمہ اثبات کو شروع کرے اور کلمہ اثبات پہلے سے زیادہ کہے جب اس سے بھی تھک جائے کھڑا ہوجائے اور کلمہ طیبہ تین بار کہے اس کے بعد اسم ذات میں مشغول ہو جب تک سکت رکھے جب

[۱] آش بغرا ایک خاص قسم کا آش ہے جس کا موجد بغراخان امیر ترکستان ہے اس میں جو کی پھلوڑیاں بھی پڑتی ہیں۔

تینوں کلمہ ختم ہوتو مقام ذکر میں ٹھہرے اور دل میں غور کرے کہ کن واردات سے بہرہ مندی حاصل ہوئی۔ دل کی دھڑکن کا رخ علوی ہے یا سفلی ہے اور مریدوں اور حاضرین ذکر کے دلوں کے رموزات کو معلوم کریں اور اس نکتہ کو پیش نظر رکھیں کہ سالک کے دل کی دو صفتیں اصلی ہیں مبارک ہو اس شخص کو جس نے اپنے دل کو گم کر کے اس کو شناخت کر لیا اور جس نے اس کی طلب میں کوشش کی یہاں تک کہ اس کو پالیا اور جس میں یہ ادراک نہیں ہے اس کو اپنے دل کی خبر نہیں ہے۔

قطعہ

دل کہ جام جہان نمائی بود مرأت وحدت خدائی بود
خبر شہ سکندر وجمشید کس چہ داند کہ ازچہ رائی بود

ترجمہ:۔ دل جو کہ جام جہاں نما تھا اور وحدت خدائی کا آئینہ تھا، شہ سکندر و جمشید کی کسے خبر کہ کون تھے۔

اور یہ بات مریدوں کے لیے ہے جب وہ اس دریا کو پار کر کے ساحل پر پہنچ جائے پھر دم ونفس پڑھے جیسا کہ شروع میں انہوں نے پڑھا تھا۔ ان امور سے فراغت کے بعد پیران چشت (قدس اللہ اسرارہم) کا فاتحہ پورے اخلاص کے ساتھ پڑھے اور مزید دولت ذوق وشوق کی خواہش کرے اور اپنے پیر اور سرحلقہ کی درازئ عمر اور مسلمانوں کی دعا کے واسطے تکبیر کہے اور اصحاب مصافحہ کریں اور شیخ کے قدموں پر تمام مریدین وارباب حلقہ سر جھکائیں۔ باہم بھی ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اور پیش قدم پیر بھائی کے لئے دوسرے بھائیوں سے زیادہ عاجزی کریں۔ مصافحہ کا طریقہ اور شیخ کے سامنے سر رکھنے کی وضع کے بارے میں لطیفہ ہفتد ہم میں بیان کیا جائے گا۔ ان شاءاللہ تعالیٰ ذکر کے اختتام کے بعد سرحلقہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ مناجات پڑھے ارباب حلقہ بھی اسی طرح ہاتھ اٹھائیں اور آمین کہیں۔ مناجات کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لیں۔ مناجات یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ السَّادَاتِ وَالْعَالَمِيْنَ شَفِيْعِ الْعُصَاةِ وَالْمُذْنِبِيْنَ مُتَمِّمِ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ مُطَهِّرِ الْقُلُوْبِ عَنْ دَنَسِ الشِّرْكِ وَالنِّفَاقِ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَعِتْرَتِهِ الطَّاهِرِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا ذَاكِرِيْنَ وَاَمِتْنَا ذَاكِرِيْنَ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَةِ الذَّاكِرِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا عَاشِقِيْنَ وَاَمِتْنَا عَاشِقِيْنَ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَةِ الْعَاشِقِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا عَارِفِيْنَ وَاَمِتْنَا عَارِفِيْنَ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَةِ الْعَارِفِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا مِسْكِيْنًا و دَّاَمِتْنَا مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْنَا عَلَے اِلْاسْلَامِ وَاِلْایْمَانِ وَاَمِتْنَا عَلَے الْاِیْمَانِ وَاحْشُرْنَا عَلَے اِلْایْمَانِ وَلَقِّنَّا کَلِمَۃَ الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَافِیْ حَیٰوۃِ الْعُلَمَاءِ وَاَمِتْنَابِمَوْتِ الشُّھَدّ آءِ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ الْاَوْلِیَاءِ وَاَدْخِلْنَاالْجَنَّۃَ مَعَ الْاَنْبِیَاءِ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَاسَعِیْدًا وَّ اَمِتْنَا سَعِیْدًاوَّاحْشُرْنَا فِےْ زُمْرَۃِ السُّعَدَاءِ رَبَّنَااغْفِرْلَنَاوَلِاِخْوَانِنَاالَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِےْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْارَبَّنَااِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَاوَ لِوَالِدَیْنَاوَلِاُسْتَاذِنَاوَلِمَشَائِخِنَاوَلِاِخْوَانِنَاوَلِاَصْحَابِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِاَبْنَاءِنَاوَ وَلِاَرْبَابِنَاوَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُوْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ تَابِعْ بَیْنَنَا وَبَیْنَھُمْ فِےْ الْخَیْرَاتِ وَلِمَنْ حَضَرَ اِلَیْنَاوَلِمَنْ غَابَ عَنَّا وَلِمَنْ اَسَّسَ بِنَاءَ ھٰذَاالْمَکَانِ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَافِےْ الدُّنْیَازِیَارَۃَ قَبْرِسَیِّدِنَامُحَمَّدٍ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِی الْاٰخِرَۃِ لِقَائَہٗ وَشَفَاعَتَہٗ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

ترجمہ:۔ یارب درود نازل فرما سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام سرداروں اور کُل جہان والوں کے سردار اور گناہگاروں کے شفیع ہیں۔ اخلاق کی خوبیوں کے کامل کرنے والے دلوں کو شرک ونفاق کے میل سے پاک کرنے والے اور ان کی آلِ پاک اور ذریّت طاہر پر، اللہ تعالیٰ ان کے تمام اصحاب سے راضی ہو، یارب ہمیں زندہ رکھ اس حال میں کہ ہم ذاکر ہوں اور ہمیں موت دے اس حال میں کہ ہم ذاکر ہوں اور ہمارا حشر ذاکرین کے گروہ میں کر، یارب ہمیں عاشق زندہ رکھ اور عاشق مار اور عاشقوں کے گروہ میں ہمارا حشر کر، یارب ہمیں عارف زندہ رکھ اور عارف مار اور عارفوں میں ہمارا حشر کر، یارب ہمیں مسکین کی زندگی جلا اور ہمیں مسکینی میں موت دے اور مساکین کی جماعت میں ہمارا حشر کر، یارب ہمیں اسلام وایمان پر ثابت رکھ اور ہمیں ایمان پر موت دے اور ایمان پر ہمارا حشر کر اور ہمیں کلمۂ ایمان کی تلقین فرما، یارب ہمیں علماء کی زندگی جلا اور شہداء کی موت مار اور اولیاء کے گروہ میں ہمارا حشر کر اور انبیاء کے ساتھ ہمیں جنت میں داخل فرما، یارب ہمیں سعید زندہ رکھ اور سعید مار اور سعیدوں میں ہمارا حشر کر، یارب ہماری مغفرت کر اور ہمارے بھائیوں کی جو ہم سے ایمان میں سابق ہوئے اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کی طرف سے خلش نہ کر، یارب تو رؤف ورحیم ہے، یارب ہمیں بخش اور ہمارے

والدین کواور ہمارے استادوں کواور پیروں کواور ہمارے بھائیوں اور دوستوں اوراحباب واصحاب کواور تمام ایماندار مردوں اور عورتوں کواور تمام اسلام والے مردوں اورعورتوں کوزندوں کواور مردوں کواور ہمیں اور انہیں نیکیوں میں ملا اور جو ہمارے پاس حاضر ہوا اور جو غائب رہااور جس نے اس مکان کی بنا رکھی یارب ہمیں نصیب کر دنیا میں زیارت قبر شریف سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آخرت میں ان کی ملاقات اور شفاعت، پاکی ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کے رب کو جورب العزّت ہے اس سے جو کفار کہتے ہیں اور سلام رسولوں پر اور حمد اللہ کو جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

تکبیر عاشقاں

جو بعد ختم فاتحہ پیران چشت یا قبل ذکر حلقہ پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے:-

تکبیر عاشقان صبح وشام مردان راومردان صبح وشام رامزید ذکر ذاکر انرا عظمتی وبزرگی جمال وجلال خدائے رانور پاک مصطفیٰ راچہار یار باصفارا سرِ ذلفین آل طٰہٰ ولٰسین رادوازدہ امام چہاردہ معصوم پاک رااہل بیت رااولیاء راانبیاء رااصفیاء راانقیارا زہادراوعبادرا مشائخ راسادات راوعلماء شریعت راو پیران طریقت راروندگان راہ راوجونیدگان درگاہ حق راائمہ کبارراقبول طاعت ونگاہداشتِ ایمان خوشنودی مرخدائ راوبلائ کوری شیطان راسلامتی صاحب سجادہ مع فرزندان وخلفاء ومریدان ومعتقدان برائ مزید دولت دارین وشوق وذوق محبت واخلاص کونین ہرکہ بادرویش ودرویش زادگان بصدق واخلاص ظاہر وباطن درآید کارش برآید وہرکہ درافتد کاراوبرافتد برای انہزام لشکر کفارونصرت عسکر اسلام دیندار معنی محمد دوازدہ امام ہمبرین سرشاۃ تکبیر برآریم اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ الزَّمَانِ شَیْئًا لِلّٰہِ رَجُلَ اللّٰہِ رِجَالَ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ برگزیدہ رحمان انبیاء ایشیان خاندان مصطفےٰ ومجتبیٰ چہار یار باصفا شہداء دشت کربلا محمد دوست حبیب اللہ دوست علی ولی اللہ دوست یا کریم یارحیم اللہ دوست اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ دست وکلہ برزمین نہم پیش خواجگان چشت۔

اس کے بعد اصحاب مصافحہ کریں اور سجدہ بھی کریں اور اپنے سرشیخ کے قدموں پر رکھ دیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں۔

ذکر مشرب وجہ خاص

حضرت قدوۃ الکبرٰا نے فرمایا اگلے درویشوں اور پہلے خداورسول کا سلوک درویشی اسی سلسلہ تربیت پر ہے اور آج بھی ہے۔ اکثر طالبان درگاہ حق اور سالکان راہ مطلق اس طریقہ سے مقصد تک پہنچے ہیں۔ اور مشائخ طریقت اپنے جن مریدوں میں اس کی قابلیت اور صلاحیت دیکھتے ہیں ان کو اس طریقہ سے بھی مخصوص کردیتے ہیں **شعر**

http://Ashrafi.org

بہر زیر برکی شتابندہ ایست

بہر راہ جویندہ یابندہ ایست

ترجمہ:۔پستی سے بلندی کی طرف کون گیا ہے، وہی جس نے راہ کی تلاش کی اسی نے (منزل) کو پایا۔

جب میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کی ملازمت سے مشرف ہوا تو میں نے دیکھ کہ وہ اسی مشرب وجہ خاص کا شغل کرتے تھے اور اپنے تمام مریدوں کو اسی ذریعہ (راستہ) سے حق تعالیٰ سے واصل کرتے تھے۔حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سے بعض حضرات نے دریافت کیا تو آپ نے اس مشرب کو لازم کرنے کے سلسلہ میں فرمایا کہ آج کل کے لوگوں کی ہمتیں بہت کوتاہ ہیں (لوگ پست ہمت ہیں) اور سلسلہ تربیت کی راہ میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں اور مریدوں کی تربیت کے طریقے اور راستے سالکان راہ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔(شیوخ جانتے ہیں کہ مریدوں کو سلوک میں کیا دشواریاں پیش آتی ہیں اور شیخ اچھی طرح جانتا ہے۔کہ اپنے مریدوں کی تربیت کس طرح کرے) پس اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ طالبان خدا اور سالکان راہ کو اس مختصر طریقے سے ہی مقصد تک پہنچا دوں (مدت دراز تک ان کو ریاضت میں مشغول نہ رکھوں) اور ان کو وصول حق کے تخت پر بٹھا دوں۔

مثنوی

یکی باقافلہ طی کرو کہار　　　　یکی درکشی نبشست درکار

براہ برّاو عمری بسرکرو　　　　زراہ بحراین کشتی بدر کرد

بکعبہ میرسند ہردو بتقدیر　　　　یکی درسرعت ودیگر بتاخیر

ترجمہ:۔ایک نے قافلہ کے ساتھ پہاڑی راستہ طے کیا اور ایک نے کشتی میں بیٹھ کر۔

وہ خشکی کے راستے میں عمر بسر کرتا گیا اور وہ بحری راستے میں کشتی کو کنارے تک لے گیا۔دونوں کعبہ پہنچ گئے ایک ذرا جلدی اور دوسرا تاخیر سے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ آپ کی وجہ سے اس مشرب خاص کو بڑی رونق حاصل ہوئی اور اس بازار میں خوب گرمی پیدا ہوئی ہے۔حضرت مولانا جلال الدین رومی سے پوچھا گیا کہ کیا خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ کا طریقہ متاخرین مشائخ میں سے کس کے طریقہ، تربیت سے مناسبت رکھتا ہے اور کس کے مماثل ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ متاخرین کا تو ذکر ہی کیا ہے۔متقدمین کے بارے میں سوال کرو (کہ متقدمین مشائخ میں سے کس کے مشابہہ اور مماثل ہے) دوسو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ایسے گونا گوں انوار ولایت اور ایسی نوع بہ نوع عنایت کے انوار جو اللہ کے لطف وکرم اور عنایات نامتناہی سے انکے حصہ میں آئے کسی اور شیخ طریقت کو نہ حاصل ہو سکے۔

مثنوی

برآمد خوش چنین پاکیزہ مذہب　　　　زدوداز جذبۂ آئین مشرب

کہ مردم دیدہ اندآئینہ شان　　　　عکوس پر توانوارسبحان

ترجمہ:۔وہ ایسے پاکیزہ مذہب ہوئے ہیں کہ ان کے جذبۂ آئینۂ مشرب میں سے لوگوں نے انوار سبحان کے پرتو کا عکس دیکھا۔
کیا بات ہے بانی مشرب کی کہ آنکھ جھپکتے مقام علم سے منزل عین میں اپنے دم سے لے آئیں اور کیا کہنا ہے صاحب مذہب کا کہ نفس زدنی سے رتبۂ عین سے درجہ علم میں لا نکالیں۔

قطعہ

اگرچہ مظہر نور الٰہی — مشائخ بودہ اند اے یار بسیار
دلیکن چوں بہاء الحق والدین — بنودہ نقشبندایں نقش پندار

ترجمہ:۔اگرچہ بہت سے مشائخ نورِ الٰہی کا مظہر ہوئے ہیں۔لیکن حضرت خواجہ بہاء الحق والدین کی طرح نقشبند کوئی نہیں ہوا۔
حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ایک شخص (ایک سالک) حضرت خواجہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ حضرت کا یہ سلسلہ کہاں منتہی ہوتا ہے۔انہوں نے جواب دیا کہ اے عزیز کوئی شخص سلسلہ سے کسی جگہ اور مقام پر نہیں پہنچتا ہے۔اس لیے کہ سلوک سلسلہ صوری سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا تعلق سلسلہ معنوی سے ہے۔

ابیات

کسی کز خویش را ور سلسلہ بست — چہ حاصل گرنہ اواز سلسلہ رست
چوخود را بستۂ چوں شیر زنجیر — گسل زنجیر وراہ بیشہ درگیر
کہ برشیری رسی درتیہ تجرید — کہ باشد بستۂ زنجیر تفرید
چہ زنجیری کہ از سر حلقۂ او — مسلسل میرود ہر حلقۂ او
زمبدا تا معاد راہ وحدت — میانہ حلقہ ہائ زار کثرت
کہ اول حلقۂ زنجیر این در! — تعین اول ست تادور آخر
بمولود ثلث افتادہ باشد — چو پوری کز مراتب زادہ باشد
اگر شیری تو این زنجیر جنبان! — وگرنہ ہیچوروبہ زیر سینان!
کسی کین سلسلہ جنبان نہ باشد — بدو جز باردرانبان بہ باشد

ترجمہ:۔جس نے خود کو کسی سلسلہ سے وابستہ کرلیا تو اگر وہ زنجیرِ دنیا سے آزاد نہیں ہوا تو کیا حاصل۔ جب تو نے خود کو شیر کی طرح زنجیر سے جکڑ لیا ہے تو پہلے شیر کی طرح اس زنجیر کو توڑ دے اور آزاد ہو کر جنگل کا راستہ لے تا کہ تو تجرید کے جنگل میں پہنچ کر کسی شیر سے مل سکے۔ اور ممکن ہے کہ تو تفرید کی زنجیر میں بندھ جائے کہ وہ ایسی زنجیر ہے کہ جس کی ہر کڑی سلسلہ وار دوسری کڑیوں سے ملی ہوئی ہے۔ مبدا سے لے کر معاد تک راہ وحدت ہے اور ہر کڑی کے درمیان کثرت کا میدان ہے۔ اس زنجیر کا پہلا حلقہ اور پہلی کڑی آخری کڑی تک تعین اوّل ہے اور اس کے بعد

http://Ashrafi.org

موالیہ ثلٰثہ (جمادات) نباتات اور حیوانات تک یہ سلسلہ موجود ہے اگر تو شیر ہے تو پھر اس زنجیر کو جنبش دے ورنہ پھر تو لومڑی کی طرح شیر کا غلام بنا رہے گا۔ جو کوئی اس سلسلہ سے منسلک نہیں ہے وہ وہ بار کے سوا کہ نہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ایک عزیز نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند سے سوال کیا کہ آپ کی یہ درویشی موروثی ہے یا کسبی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اس حکم کے مطابق کہ جذبات حق کا ایک جذبہ

عمل الثقلین،، کے برابر ہے ہم اس جذبہ کی سعادت سے مشرف ہیں۔ اس شخص نے پھر سوال کیا کہ آپ کے طریقہ میں ذکر جہر وخلوت وسماع ہے فرمایا کہ ہمارے یہاں انجمن میں خلوت ہے یعنی بظاہر خلق کے ساتھ بباطن حق کے ساتھ

شعر

دل وجانم بتو مشغول نظر درچپ وراست
تاندانند رقیبان کہ تو منظورمنی

ترجمہ:۔ دل وجاں تیرے ساتھ مشغول ہیں لیکن نظر دائیں بائیں ہے تاکہ رقیب یہ نہ سمجھ سکیں کہ تو میرا مقصود و منظور ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کے اس ارشاد میں

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَابَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ [1]

وہ مرد جنہیں تجارت اور خرید وفروخت غافل نہیں کرتی اللہ کی یاد سے۔

اسی مقام کی طرف اشارہ ہے:

پش حضرت خواجہ کے مقبول ومحبوب مسلک ومشرب کا خلاصہ یہ ہے کہ اس گروہ کے موافق عقیدہ درست کرے اور اعمال نیک واتباع سنت کرنے اور حرام ومکروہ سے بچنے اور دلائل وجود الٰہی وتوحید وازلیّت وابدیت کو بطریق تصّور وحضور حضرات خمس حاصل کر لینے کے بعد ہمیشہ کی حضوری ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ہر وقت بغیر کسی قسم کے انقطاع و پریشانی وغیرہ کے۔

اور جب یہ حضور سالک کے نفس کا ملکہ بن جائے گا (کہ بلا تکلف اس سے یہ فعل سرزد ہونے لگے) تب اس ملکہ کو مشاہدہ کہا جائے گا۔ اس دولت عظمیٰ کا حصول تین طریقوں سے ہوتا ہے۔

پہلا طریقہ

ذکر کا ہے یعنی حضورِ قلب کے ساتھ کلمہ طیبہ لاالٰہ الّا اللہ کے ذکر کی تکرار کرے اور تمام محدثات کی نفی کرتے ہوئے عدم اور فنا کی نظر سے ان کو دیکھے اور اثبات کی جانب معبود برحق کے وجود کو بلحاظ قدم وبقا مشاہدہ کرے کلمہ طیبہّ کی تکرار کے وقت زبان کو تالو سے لگالے اور اپنے دل ِصنوبری کی طرف جو قلبِ

---

[1] پ ۱۸ النور

http://Ashrafi.org

حقیقی ہے متوجہ رہے اور اپنی سانس کو اندر کھینچے اور پوری قوت سے اس کو ادا کرے اور اس طرح ادا کرے کہ دل اس سے متاثر ہو بغیر اس کے کہ اس کا اثر اس کے ظاہر سے نمایاں ہو مثلاً اگر کوئی شخص اس وقت اس کے پہلو میں بیٹھا ہو تو وہ بھی اس تاثر قلبی سے آگاہ نہ ہو سکے۔ لیکن اس فقیر نے اپنے مریدوں کو اس قدر شدّت سے ذکر کے اخفا کے لیے کبھی نہیں کہا (کہ اخفا اس قدر شدید ہو) اور اپنا تمام وقت اس ذکر میں صرف کرے اور کسی صورت میں بھی اس شغل کو ترک نہ کرے۔ چلتے پھرتے۔ آتے جاتے۔ گفتگو کرتے، کسی کی بات سنتے۔ سوتے، اٹھتے، بیٹھتے میں یہ شغل ترک نہ ہو۔ اگر بعض دنیوی اشغال کے باعث اس میں بظاہر فتور پڑ جائے۔ تب بھی دل کی آنکھیں اسی طرف لگی رہنی چاہیئے۔ بلکہ یہ غافل نہ ہو۔ اگر صبح سے پہلے اس ذکر کی تکرار کی جائے تو اس کے اثر اور برکات زیادہ ہوتے ہیں اور تمام دن اس کی برکات جاری رہتی ہے۔ خیال رہے کہ کھانا کھاتے، پانی وغیرہ پیتے وقت اس سے غفلت نہ ہو کہ اس صورت میں اس کا اثر جب تک پیٹ میں کھانا رہے گا باقی رہے گا۔ حضرت قدوۃ الکبرا کا یہ معمول تھا۔ کہ انھوں نے بابا حسین کو اس بات پر مقرر کیا تھا کہ وہ تمام دوستوں اور مریدوں کے سامنے کھانا کھاتے وقت یہ کہتے رہیں کہ اے دوستو خبردار کھاتے وقت اپنی نسبت سے غفلت میں نہ پڑ جانا اور نہ تمہاری جمعیت میں تفرقہ پڑ جائے گا (جمع تفرقہ سے بدل جائے گی) اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو اپنی پناہ میں رکھے۔

غزل

کسی کو طالب دیدار باشد	شب وروزاو پی این کارباشد
نہ باشد خالی یکدم ازخیالش	وگردر خواب وگر بیدار باشد
اگر طالب نباشد این چنین او	چہ کار آید ازد بیکار باشد
بدست اوخورد آب وطعامی	بپایش درره رفتار باشد
بچشم اوبہ بیند ہرجمالی	بگوشش سامع گفتار باشد
نجنبد گاہی اشرف بی ارادہ	کہ ہرگز دور بی دوار باشد

ترجمہ:۔ جو کوئی طالب دیدار ہوتا ہے وہ رات اور دن اسی کام میں مصروف رہتا ہے وہ ایک لحظہ کے لئے بھی اس کے خیال سے خالی نہیں رہتا خواہ وہ عالم خواب میں ہو یا عالم بیداری میں اگر وہ ایسی باتوں کا طالب ہے تو اس کے یہ باتیں کام نہ آئیں گی، اس کے لئے بے کار ہوں گی۔ طالب ایسا ہو کہ اس کا کھانا پینا محبوب ے ہاتھ سے ہو اور رفتار میں وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے والا ہو۔ وہ ہر جمال کو اس دوست ہی کی نظر سے دیکھے اور ہر گفتگو کو اسی کے کانوں سے سنے۔

اے اشرف بغیر ارادے کے وہ جنبش ہی نہیں کرتا۔ جو کوئی اس دوست کے پیچھے ہر وقت پھرنے والا ہے۔ اس شغل میں اس کو ایک کیفیت بے خودی اور بے شعوری پیدا ہوگی جو اس جذبہ کا پیش خیمہ ہے۔ پس طالب کو چاہئے کہ خود کو اس کیفیت کے حوالہ کردے اور بقدر طاقت اس کی نگہداری کرے اور جب وہ کیفیت

http://Ashrafi.org

ختم ہوجائے تو پھر تکرار میں مصروف ومشغول ہوجائے۔ جب یہ کیفیت یکے بعد دیگرے پیدا ہونے لگی تو امید ہے کہ اسے ملکہ حاصل ہوجائے گا۔ اگرچہ یہ کیفیت بالفعل اس کا حال نہ ہو اور اس کا حال علم میں گم ہوجائے لیکن جس وقت بھی چاہے گا معمولی سی توجہ سے وہ حال اس کو میسّر آجائے گا۔ اور حبس نفس کی صورت یہ ہے کہ اگر مزاج اس کے برداشت کی طاقت رکھتا ہے کہ ایک سانس میں تین بار یا پانچ بار یا سات بار جتنا کہ کر سکے کلمہ کی تکرار کرے۔ خطرات کے مٹانے اور بے خودی کی کیفیت میں پورا دخل ہے اور وجدان دشیرینی اس سے حاصل ہوتی ہے۔

دوسرا طریقہ

توجہ مراقبہ ہے کہ اُس حقیقت بیچون وبیمثال کو جو اسم پاک اللہ سے سمجھی جاتی ہے بلاواسطہ عبارت عربی وفارسی وغیرہ کے اس کو ملاحظہ کرے اور اس حقیقت پر نگاہ رکھتے ہوئے تمام قوتوں اور ادراکوں کے ساتھ قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو اور اس معنی پر ہمیشگی برتے اور اس پر نگاہ رکھنے میں اُس وقت تک تکلف کرے کہ کلفت جاتی رہے اور جب یہ معنی تصرف جذبہ سے پہلے وجود سالک میں بالکل دشوار ہو تو چاہیئے کہ معنی مقصود کو ایک نورانی بے ترکیب شکل میں جو تمام کائنات وموجودات کو گھیرے ہو دل کی آنکھ کے سامنے لائے اور اس سے تمام قوتوں اور ادراکوں کے ساتھ قلبِ صنوبری کی طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ وہ صورت درمیان سے اُٹھ جائے اور مقصود اُس پر مترتب ہوجائے۔

تیسرا طریقہ

پیر کے ساتھ رابطہ ہے جو تربیت یافتہ ہو کہ مقام مشاہدہ تک پہنچا ہو اور جو تجلیاتِ ذاتی سے متحقق ہو چکا ہو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے موافق

هُمُ الَّذِيْنَ اِذَارَاَوْ وُجُوْ هُهُمْ ذكروا الله [1] — وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کے چہرے دیکھتے ہیں۔

اس کے رابطہ اور دیدار سے ذکر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ایسے حضرات کی صحبت سے اس ارشاد کے مطابق کہ

هم جلساؤ الله [2] — وہ خدا کے ہم نشین ہیں۔

اللہ کی صحبت کا نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ پس جب تم کو ایسے عزیز کی دولت ہم نشینی حاصل ہو اور اس کا اثر تم خود اپنی ہی ذات میں پالو تو۔ جہاں تک ممکن ہو اس کی نگرانی کرو۔ اگر اس حصول میں کبھی فتور پڑ جائے تو پھر اس صحبت کو حاصل کرو تا کہ اس کی برکت سے اصل مقصد پر توفگن ہو (اللہ تعالیٰ کے جلساء میں شمول ہوجائے) پس اس کا سلسلہ اس طرح جاری رکھے کہ یہ رابطۂ شیخ بھی ملکہ کی صورت اختیار کرے۔ اس طرح کہ اگر وہ محترم ہستی کبھی موجود بھی نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنے خیال میں رکھتے ہوئے ظاہری اور باطنی قوتوں سے کام لے کر قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو اور پھر جو کچھ بھی دل میں آئے اس کی نفی کرے تا کہ بے خودی اور مستی

---

[1] پ [2] پ

http://Ashrafi.org

کی کیفیت حاصل ہو جائے اور بار بار کے اعادہ سے یہ بھی ملکہ بن جائے اور اس طریقہ سے زیادہ اور کوئی طریقہ اقرب انہیں ہے۔

یہ بات بہت زیادہ وقوع پذیر ہوتی ہے کہ جب مرید میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ پیر اس میں تصرف کر سکتا ہے تو ایسی حالت میں پیر مرید کو پہلی صحبت ہی میں مشاہدہ کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے اگر چہ اس زمانہ میں ایسے گرامی مرتبت اور صاحب حال پیر کا ملنا کبریت احمر کے حصول سے بھی زیادہ مشکل اور دشوار ہے تو پھر ایسی صورت میں جبکہ ایسا رہنما اور صاحب کشف و مشاہدہ پیر نہ ملے تو پھر اوّل الذکر دو طریقوں میں سے جو پہلے مذکور ہوئے ایک طریقہ کیساتھ شغل کرے۔ ان تینوں طریقوں کے بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قلب صنوبری پر توجہ جس کو صوفیہ حضرات وقوف قلبی کہتے ہیں تمام اوقات میں ضروری ہے۔ اور حضرت والا نے اس کو لوازمِ سلوکِ طریقت میں شمار فرمایا ہے چنانچہ حضرت شیخ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ کا یہ شعر اس طرف اشارہ ہے:

شعر

مانند مرغی باش ہان بر بیضۂ دل پاسبان کز بیضۂ دل زایدت مستی و ذوق وقہقہہ

ترجمہ:۔ اپنے دل کی پاسبانی اور نگہبانی اس طرح مداومت اور مستعدی کے ساتھ تم کرو جس طرح پرندہ اپنے انڈہ کو سیتا ہے کہ تمہارے بیضۂ دل سے بھی ذوق و مسرت و مستی پیدا ہو سکے۔

اب رہا وقوف زمانی کا معاملہ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وقوف زمانی سے مراد اوقات کا محاسبہ ہے کہ تفرقہ سے اُس جمعیت تک گذرتا ہے۔ اسی طرح وقوف عددی ہے۔ اس سے مراد ذکر کی تعداد کا ملاحظہ کرنا ہے کہ اس تعداد سے نتیجہ مرتب ہوا یا نہیں لیکن یہ کوئی لازمی نہیں ہے ممکن ہے کہ ان تینوں طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر عمل پیرا ہونے سے کسی ایک طریقہ سے انوار واقعات کا ظہور ہونے لگے اور ہر طرف سے آثارِ تجلیات کی درفشانی پیدا ہو۔ چاہیئے کہ اس سے روگردانی کرے مقصود حقیقی سے مشغول رہے حضرت خواجہ کے ارشادات سے ہے کہ واقعات علامت ہیں قبول طاعت کی۔ بس واقعہ سے کوئی دوسری بات حاصل نہیں ہوتی۔

شعر

چو غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

ترجمہ:۔ میں تو آفتاب کا غلام ہوں جو کچھ کہوں گا وہ آفتاب ہی سے متعلق ہوگا نہ میں رات ہوں اور نہ رات کا پرستار ہوں کہ خواب کی باتیں کروں۔

جب خداوند بزرگ و برتر ان پسندیدہ طریقوں میں مشغول ہونے کی سعادت عطا فرمائے تو یہ خیال رہے کہ خود کو ان کے ساتھ مشہور نہ کرے اور نہ خود مشہور ہونے کی کوشش کرے۔ اپنے ان طریقوں کو پوشیدہ رکھے اور بقدر امکان اس کے اخفا کی کوشش کرے اور ہر محرم نامحرم سے اس کو پوشیدہ رکھے۔

از درون شو آشناء واز بردن بیگانہ وش این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

ترجمہ:۔دل سے یگانہ و آشنا اور باہر سے بیگانہ و ناواقف رہنا دنیا میں یہ پسندیدہ طریقہ بہت ہی کم دیکھا گیا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے اس سلسلہ میں فرمایا کہ حضرت خواجہ اقدس سرہ سے منقول ہے کہ اس صورت کے لئے زیادہ لطیف نقاب تعلیم و تعلم کا طریقہ ہے جو ارباب علم میں ہوتا ہے اور ہر طائفہ کے پاس ایک بہانہ ہوتا ہے کہ اس بہانہ سے اپنے حال، روش اور مدارجِ ترقی کو پوشیدہ رکھتے ہیں! حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت کا یہ ارشاد مریدوں اور طالبان سلوک کے لیے ہے۔ ورنہ مرشدانِ وقت اور پیشوانِ عصر پہ لازم ہے کہ وہ بطریق شہرت ان احوال باطنی میں مشغول ہوں اور خلق کو معلوم ہونے دیں (ان کی نگاہوں سے نہ چھپائیں) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے ایک مرید نے اس قسم کی بات حضرت خواجہ کو لکھی تھی تو آپ نے جواب فرمایا تھا کہ تمہاری کتب مطوّلہ و متداولہ اور دوسری ضخیم کتابوں کی طلب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم تحصیل و تکمیل علوم کا شوق ہے۔ مناسب ہے۔ یہ کیسے کہا جائے کہ علم حاصل نہ کرو۔ ہاں ضرور حاصل کرو لیکن اس طرح کہ طلب علم مقصود اصلی میں حارج اور مانع نہ ہو اور ان علوم کی طرف تمہاری توجہ خاطر تم کو اس طرف سے غافل نہ کردے۔ جب ملک الموت کا سامنا ہوگا تو آخری سانس سے یہ تمام علوم وفنون جدا ہو جائیں گے۔اس وقت بس تحقیق سّرِ وحدت اور مطلوب حقیقی کی محبت باقی رہ جائے گی جو حقیقت انسانی بن چکے ہیں اور اس کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ کسی درویش سے کہا گیا کہ جناب ایک مشہور و معروف شخص جو اپنے خیالی کمالات پر مغرور ہے کہتا ہے کہ اب مجھے کسی مردہ یا زندہ کی احتیاج باقی نہیں ہے (میں کسی کا محتاج نہیں ہوں) یہ سُن کران بزرگ درویش نے فرمایا واہ واہ کس قدر غلیظ طبیعت ہے اور کس قدر دبیز حجاب اس کے درمیان حائل ہے اور تنبیہ و ہدایت نہ ہونے کے باعث اب اس کا مرض بہت پرانا ہو گیا ہے اب اس کے علاج کی آسان ترین صورت میں سے ایک صورت یہ ہے کہ اس کی ان مونچھوں اور داڑھی کو جن کو پرورش وہ مدت مدید سے کررہا ہے، اس وقت وہ جس عزت وجاہ پر پہنچا ہوا ہے اعراض کی قینچی سے کاٹ دیا جائے۔ اور وہ بزرگ عمامہ جس کی صورت اس کی گردن پر ایک بار ہے وہ اتار کر کنیزوں اور بیواؤں میں تقسیم کردیا جائے۔ اور اس کی قیمتی کپڑون کو مخنثوں (ہجڑوں) کے گھروں میں بھیج دیا جائے اور اس کو گدڑی پہنا کر سر برہنہ کر کے اور ایک جھولی اخروٹوں سے بھر کر اس کی گردن میں ڈال دی جائے۔ پھر اس کو بازاروں اور محلوں میں پھرایا جائے اور وہ اخروٹ گلی کوچوں کے بچوں کی دست برد بنائے جائیں بچوں میں بطور انعام تقسیم کیے جائیں کہ انہوں نے اس مغرور کے سر پر جو چپتیں لگائی ہیں یہ ان کا صلہ ہے ممکن ہے کہ اس طرح ہستی کا موٹا اونٹ کچھ دبلا ہو جائے۔ (غرور خودی کم ہو جائے) اور اس کے وجود میں یہ صلاحیت پیدا ہو جائے کہ وہ وحدت فقر کی سوئی کے ناکہ سے نکل سکے (فقر کی دنیا میں قدم رکھ سکے) تب کہیں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ

http://Ashrafi.org

خیال وصل تک پہنچ جائے۔

مثنوی

زمو باریک ترکن رشتۂ تن　　　　در آید تا در آن سوراخ سوزن

چو تن از روزن سوزن بر آید　　　　خیال وحدت حق رو کشاید!

ترجمہ:۔رشتۂ تن کو بال سے زیادہ باریک کر لو تا کہ وہ وحدت کی سوزن کے سوراخ سے نکل سکے۔جب جسم اس سوراخ سوزن سے باہر ہو جائے گا تو اس وقت وحدت حق کا خیال اور تصور ممکن ہے۔

فقر و مذلت کا چہرہ عجز و انکسار کی زمین نیاز پر رکھے ظلمت ہستی اور رعونت خود پرستی سے حق تعالےٰ کی پناہ کا طالب ہو تو ممکن ہے کہ پروردگار اپنی عنایت بے غایت سے اس کو اس کشفِ حجاب اور دبیز پردہ سے نجات دے دے۔ورنہ یہ ممکن ہے کہ اگر وہ اس حال پر رہا تو موجودہ حجاب رعونت سے کہیں زیادہ دبیز پردہ اور تہ اس پر پڑ جائے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرے جو ہم خیال نہ ہوں خاص طور پر ایسے لوگوں کی صحبت سے بچے جو نور ایمان سے دور ہیں۔اور طبیعت کی ظلمات میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بایں ہمہ وہ فیض بخشی اور نور رسانی کا دعویٰ کرتے ہیں اور فقر کا لباس پہن کر علم معرفت کے دعویدار بن بیٹھے ہیں اور اپنی تمام عمر دروغ بافی،مکاری اور تباہ کاری میں گزاری ہے (اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان کے عقائد کی خباثتوں اور ان کا مکاریوں کے شر سے محفوظ رکھے)۔

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے ایک خلیفہ کی یہ رباعی بھی اس سلسلہ میں خوب ہے:

قطعہ

باہر کہ نشتی ونشد جمع دلت　　　　وزتو نہ رمید زحمت آب وگلت

زنہار زصحبتش گریزان می باش　　　　ورنہ نکند روح عزیزان بجلت

ترجمہ:۔تم جس کے پاس بیٹھے ہو اگر اس سے تم کو جمعیت خاطر حاصل نہیں ہوتی تو ایسا شخص تمہاری زحمت و پریشانی کا مداوا نہیں کر سکتا۔ہوشیار!ایسے شخص کی صحبت سے ہمیشہ بچتے رہو ورنہ بزرگوں کی روح تم کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اگر گروہ صوفیہ کی صحبت اور اس جماعت کی ہم نشینی سے کوئی اثر تمہارے اندر مرتب نہ ہو تو پھر تم کو اس جماعت سے نکل آنا چاہیئے۔

قطعہ

آنہا کہ ریاضت کش وسجادہ نشیند　　　　باید کہ خدا را نمایند و بہ بینند

http://Ashrafi.org

چون حق نمایندونہ بینند تحقیق — فی اہل سمٰوٰت کہ یاجوج زمین اند
قطاع طریق اندمردودر پی ایشان — کایشان ہمہ غارت گرگنج دل دونیند
تسبیح بکف وپس زانوئی بہ تلبیس — دربحرکمین غرقہ وفارغ زیقینند

ترجمہ:۔جولوگ ریاضت کرنے والے اور سجادہ نشین ہیں ان کوتو خدا نما ہونا چاہیئے۔دوسروں کوبھی دکھائیں اور خود بھی دیکھیں اور اگر وہ حق نما اور حق بین نہیں ہیں تو پھر بالتحقیق وہ ڈاکو ہیں۔ان کو اہل آسمان کہنا غلط ہے وہ زمین کے یاجوج ہیں تم ان کی پیروی نہ کرنا کہ وہ دین ودل کے خزانہ کے لوٹنے والے ہیں ان کے ہاتھ میں تسبیح ہے لیکن زانو کے نیچے دھوکا ہے وہ بحرِ کمین میں غرق ہیں اور یقین سے فارغ ہیں۔

اس قسم کی باتیں بیان کرنا یا ان کو معرض تحریر میں لانا میرا اشعار نہیں ہے لیکن چونکہ تمہارے اندر اخلاص موجود ہے اس لئے یہ باتیں تحریر کی جارہی ہیں۔

قطعہ

شدہ عمرم ہمہ بی کرد کردار — بمنزل نارسیداز ہیچ ہنجار
نشان دادست از گنج مقصود — توانی گرگہر ازسنگ بردار

ترجمہ:۔میری تمام عمر کردار کے لئے تھی لیکن کوئی بھی منزل تک نہ پہنچا۔گنج مقصود کا نشان بتادیا ہے تو اگر پتھروں سے موتی اٹھا سکتا ہے تو اٹھالے۔

حضرات نقشبندیہ کے مسلک کے اہم اصول

حضرت قدوۃ الکبرانے فرمایا کہ خواجگان نقشبند (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) کا ارشاد ہے:۔یاد کرد۔بازگشت۔نگہداشت۔یادداشت۔وقوف زمانی۔وقوف عددی۔وقوف قلبی۔نظر درقدم۔ہوش دردم۔خلوت درانجمن۔سفر دروطن

مثنوی

اگر سالک براہ نقشبنداست — مراور ازادرہ این نقش چنداست
کہ گویدمقتدائی نقش بندان — چنین رہ است دردل نقش بندان
نظر درراہ برپشت قدم دار — بیادیار اندرہوش دم دار!
چوخلوت خواہی اندر انجمن کن — سفراز سیرباطن در وطن کن!
براہ یاد کرد اونشستی — یکی کن سوئی دلبرباز گشتی
بانفاس عددباید نگہداشت — بیاد یار باید کرد دل داشت
وقوف قلبی ودیگر زمانی — وقوف عددی باید نشانی

ترجمہ:۔اگر سالک طریقہ نقشبندیہ پر گامزن ہے تو اس کے لیے اس سلسلہ کے چند اصول کی پابندی ضروری ہے۔ اس لیے کہ نقشبندیوں کے پیشوا (حضرت بہاء الدین نقشبند) کا یہ ارشاد ہے کہ:

http://Ashrafi.org

بس یہی راستہ ہے تم ان نقوش کو دل میں رکھ لو کہ اس راستہ میں پشت قدم پر نظر ہونا چاہیئے اور محبوبِ حقیقی کی یاد کو عالم ہوش میں ہر سانس کے ساتھ قائم رکھو۔ اگر خلوت کے خواہاں ہو تو انجمن میں خلوت کی کیفیت پیدا کرو اور وطن میں رہ کر باطن کے سفر میں مشغول ہو جاؤ اور اس محبوب کی یاد میں ہر وقت بیٹھے رہو اور تمہاری بازگشت اسی محبوب کی طرف ہونا چاہیئے اپنی سانسوں کے عدد کا لحاظ رکھو اور دوست کی یاد میں دل کی نگرانی کرو۔ وقوف قلبی اور وقوف زمانی کا خیال رکھو اور وقوف عددی کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

اس سلسلہ کے لطائف واشارات اس فن کے طالبوں پر پوشیدہ نہیں ہیں وہ ان سے واقف ہیں بس ان کے حصول کے لیے دل کو خدا سے لگانا ضروری ہے اور اس کے سوا جو کچھ دل میں ہے اس کا ترک شرط ضروری ہے: فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی عَنۡ ذِکۡرِنَا [۱] (پس تم اس سے روگردانی کرلو جو ہمارے ذکر سے روگرداں ہے) یہ حضرت باری تعالیٰ کی پیش گاہ واجب الامتثال کا حکم ہے اور یہاں کسی عذر کی گنجائش نہیں ہے۔ پس جو کوئی ظاہری اور معنوی مشاغل سے پورے طور پر اعراض کرسکتا ہے وہی اس دولت کی نقدی کو پاسکتا ہے۔

تو مباش اصلاً کمال اینست وبس ۔۔۔ روز خود گم شو وصال اینست وبس
ازخود چو گذشتی ہمہ عیش است وخوشی ۔۔۔ ازتوتا دوست بس حجاب توتوئی

ترجمہ:۔ تو خود اصلاً نہ رہے بس یہی کمال ہے۔ تو خود اس میں گم ہو جا بس یہی وصال ہے۔
اگر تو خود سے گذر گیا تو سب عیش ومسرت ہے۔ دوست کے اور تیرے درمیان حجاب تو خود ہے۔

پس جمعیت کی نسبت اسی کے لیے مسلّم ہے کہ اپنی حقیقت کو اس حدیث کے بموجب کنت کنزاً مخفیا (الی آخرہ) اپنے انفاس سے اپنی نسبت کو علیحدہ کردے (اپنی ہستی کو فراموش کردے) اور حق وسبحانہ وتعالیٰ کے سوا اس کے انفاس سے اور کچھ متعلق نہ ہو۔ اور یہ بات اس وقت پیدا ہوسکتی ہے کہ اس کو بحسب انفاس معرفت قلب حاصل ہو۔ سالکوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ اس بات کو دیکھیں اور اس پر غور کریں کہ ان کا دل لگاؤ کس سے ہے۔ اگر غیر حق سے ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ دل واصل بحق نہیں بلکہ واصل بغیر ہے اور اگر حق سے آگاہی ہے اور دل اس سے مشغول ہے تو حق سے پیوستہ ہے اور خود سے کٹا ہوا ہے۔ جیسا کہ مولانا روم نے فرمایا ہے:

مثنوی

اتصال بی تکیف وبی قیاس ۔۔۔ ہست رب الناس رابا جان وناس
تامعیشت راست آمدزانکہ فرد ۔۔۔ باکسی حق است گورا دوست کرد
گرکشایم بحث ایں رامن بساز ۔۔۔ باسوال وباجواب آید دراز
ذوق نکتہ عشق ازمن می رود ۔۔۔ نقش خدمت نقش دیگری شود

---

[۱] پ ۲۷ نجم ۲۹

http://Ashrafi.org

بس کنم خود زیر کان راایں بس است   بانگ دو کردم اگر دردہ کس اسیت

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ کا تعلق انسانوں اور جنوں سے بے حد وبے حساب ہے یعنی ایسا تعلق جسے ہم سوچ نہیں سکتے اور نہ جس کا ہم اندازہ لگا سکتے ہیں۔(۱)ایسے انسان کی زندگی کے اسباب بالکل درست ہیں جو سچے انسانوں کو اپنا دوست بنائے (یعنی جھوٹوں سے دور رہے)

(۲)اس سلسلے میں اگر گفتگو شروع کروں تو سوال وجواب کا سلسلہ بہت طویل ہوجائے گا اور بحث پھر بھی پوری نہ ہوگی۔(۴)اگر تو باذوق ہے (یعنی سالک راہِ عشق ہے) تو مجھ سے عشق (عرفان الٰہی) کا یہ نکتہ سیکھ لے کہ غیر سے کبھی تعلق نہ پیدا کر۔(۵)میری اتنی چھوٹی سی بات ہی عقلمندوں کے لئے کافی ہے کہ اگر کسی کو پیالے کی تلچھٹ ہی مل گئی ہے تو اُسے اسی پر اکتفا کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے بندہ کو محض اس کے اصطفا (صفائے قلب) کے باعث برگزیدہ کیا ہے اور اس کو مقام شہود وحضور سے مشرف فرمایا ہے اور اس کے نفس کو محل ظہور سے اور اعتبار کے درجہ سے بغلبۂ شہود ونور اس کی نظروں سے ساقط کردیا ہو تو ایسا نفس منور اس لائق ہے کہ اس کو ''انجم،، کہا جاسکے اور اس کی قسم کھائی جاسکے جس طرح کہ اس کی قسم کھائی گئی وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۱ پ ۲۷ سورۃ النجم ا (اور قسم ہے ستارے کی جب وہ آسمان سے اترے) یعنی محل ظہور سے غربت اور درجۂ اعتبار سے اس کا سقوط اور اس کا منور ہونا ہی عینیت ''نورالنور،، ہے (نور حقیقی ہے)

اذکار خضریہ

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا ہم نے بعض طالبان طریقت کو اذکار خضریہ میں مشغول رکھا تھا اور ان کے اسرار کو ان کا معمول بنادیا تھا۔اگرچہ یہ مشرب ومسلک خضریہ بھی لطافت وغرابت سے خالی نہیں ہے اور مقصد سے زیادہ نزدیک ہے لیکن مشرب خاندان چشتیہ اور اس دودمان بہشتیہ کے ذوق وشوق کی تو بات ہی کچھ اور ہے (اللہ تعالیٰ بزرگان چشت کی خوابگاہ کو جنت بنائے) مشائخ سلف نے اپنے مریدوں کی رہنمائی اور رشد وہدایت کے لئے اور مستفیدان طریقت کے سلوک کے لئے خود سے اور انفرادی طور پر ہر ایک کے لئے ایک طریقہ اور ایک نہج مقرر فرمادیا تھا (ہر ایک شیخ کا ہر فرد کے لحاظ سے ایک مخصوص اور معین طریقہ تھا جس پر وہ ان کو عمل پیرا ہونے کا حکم دیتے تھے اور ان کی رہنمائی فرماتے تھے) لیکن مشائخ چشتیہ کا طریقہ اور ان پسندیدہ کیشوں کی روش (اس معاملہ میں) کچھ اور ہے۔ **قطعہ**

بدان کاندر جہان ازروئ عرفان   گرفتہ ہرکسی پاکیزہ مذہب
ہمہ اصحاب ازوجدان وعرفان   تجاخری کنند باہم زمنصب
اگرداننذوق ازمشرب ما   گذارند مذہب وگیرند مشرب

ترجمہ:۔ازروئے عرفان دنیا کے اندر ہر کسی نے ایک پاکیزہ مشرب کو اختیار کرلیا ہے، تمام ہی لوگ از روئے وجدان وعرفان اپنے اپنے منصب پر نازاں ہیں۔ اگر ان حضرات کو ہمارے مشرب کے ذوق

۱ پ ۲۷ سورۃ النجم ا

http://Ashrafi.org

کا پتہ چل جاتا تو اپنا مشرب ترک کر کے ہمارا مشرب اختیار کر لیتے۔

ان حضرات چشتیہ کا مشرب مقصد سے بہت زیادہ نزدیک ہے پس جو کوئی سلسلہ چشتیہ کی دوستی کا مدعی ہے اور اس خاندان قدیم اور دودمان کریم اہل چشت کی دوستداری کا دعویدار ہے اس میں یہ دو صفتیں ہونا چاہیئے ایک ترک وایثار اور دوسرے عشق وانکسار! جس میں یہ دو صفتیں موجود نہیں سمجھ لیجئے کہ اس کو مسلک چشتیہ سے کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور وہ بہشتی مشرب سے بہرہ یاب نہیں ہے۔

قطعہ

اگر در طالبان راہ ای یار نباشد ترک مال وعشق دلدار

مگو دی را تو ای دل طالب حق کہ ہستند طالب دنیائ غدّار

ترجمہ:۔ اگر طالبان معرفت کے اندر ترک مال اور عشق محبوب کی کیفیت نہیں ہے تو اے دل تو ایسے لوگوں کو طالبان حق مت کہہ وہ تو اس دنیائے عذار کے طالب ہیں نہ کہ حق کے۔

اس لئے کہ جب ان کی نظر دنیا کے مردار پر ہوگی اس کے خواہاں ہوں گے اور اس جیفۂ مردار کی طرف ان کو رغبت ہوگی تو ان کی جمعیت میں تفرقہ پیدا ہوگا اور تربیت میں تردد رونما ہوگا۔

قطعہ

ہمہ آفت کہ باشد طالبان را زمیل جیفۂ خونبار باشد

اگر این راہ زن دنیانہ باشد ہمہ کس طالب دیدار باشد

ترجمہ:۔ طالبان راہ کے لیے تمام تر آفت اس مردار وخونبار دنیا کی طرف رغبت ہے اگر یہ رہزن دنیا بیچ میں نہ ہوتی تو پھر تو ہر شخص ہی طالب دیدار ہوتا ہے۔

لیس الحجاب بین الخالق والمخلوق الا منزلاً واحد اوھی الدنیا وزخرفھا خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی حجاب نہیں سوائے منزل واحد کے اور وہ ہے دنیا اور اس کی آرائش

طریقہ ارشاد وتربیّت مشائخ چشتیہ

اس خاندان میں ارشاد کی ابتدا اس طرح کی جاتی ہے کہ مرید دوامی طور پر دل کے آئینہ پر اپنی توجہ مبذول کرے تا کہ رفتہ رفتہ محسوسات ساقط ہوجائیں اور پیر کی صفات مرید میں سرایت کو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے انوار مرید کے دل میں جلوہ گر ہوجائیں اور یہ آیہ کریمہ:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ[1] اور فرما دیجئے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔

کے بموجب مقصود حاصل ہوجائے۔ خواہ حالت سرّی ہو یا جہری، شدت ہو یا نرمی ہر صورت میں جس چیز پر

[1] پ ۱۵ بنی اسرائیل ۸۱

http://Ashrafi.org

بھی نظر کی جائے دیدۂ دل سے دوست کے خیال پر نظر کرے۔

قال الاشرف کلما نظرت فی العالم الصانع مارایت مصنوعًا الاشاهدت فیه قدرت اللّٰه.

(اشرف کہتا ہے میں نے عالم صانع میں کسی ایسے مصنوع کو نہیں دیکھا جس میں قدرت الٰہی کا میں نے مشاہدہ نہ کیا ہو۔)

کلمہ لا الٰہ اللہ ایک صیقل کی طرح ہے اور دل آئینہ کی مانند ہے جب بھی دل پر مناہی کا زنگار اور معصیت کا حجاب آجات ہے تو پھر وہ عالم علوی کے مکاشفات اور معارف بالحق کے قابل نہیں رہتا اگر دنیا کی محبت موجود ہے تو وہ آفتاب وجود اور اطوار دل کے درمیان ایک برزخ بن جائے گی۔ کہا گیا ہے کہ دنیا کی محبت ہی ہر گناہ کی اصل ہے اور ظاہر ہے کہ آئینہ دل کا زنگار صیقل سے دور کیا جاسکتا ہے اگر آئینۂ دل پر بشریت کا زنگار بہت زیادہ ہے تو ایک اربعین (چلّہ) سے وہ دور ہوسکتا ہے۔ اور اگر یہ زنگار کم ہے تو ایک عشرہ تک خلوت میں معتکف رہے تو یہ تلوین، صفا سے بدل جائے گی اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں کہ ذکر کے ایک حلقہ کی لشت ہی سے ان کے آئینہ دل سے غبار چھٹ جاتا ہے شعر

خواہد کہ بہ بیند رخ اندر رخ مقصود زنگارز آئینہ بہ صیقل بزوائید

اگر تم چاہتے ہو کہ رخ مقصود کا نظارہ کرو تو صیقل ذکر سے دل کے آئینہ سے زنگار دور کردو لیکن یہ بات صرف منتہی حضرات کیلئے مخصوص ہے۔ بندی کو اس سلسلہ میں بڑی ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ مبتدی کو ذکر پر مداوت رکھنی چاہیئے تب کہیں وہ اس مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ اذکار جعفری اور اس سلسلہ کے معارف باطنی کا حصر ممکن نہیں ہے محض تیمعناً وتبرکاً اور طالبوں کے تسکین قلب کے لئے یہاں کچھ لکھے جاتے ہیں کہ ان اذکار میں اشارات غریب اور عجیب نشانیاں موجود ہیں من ذاق یدر (جو چکھے وہی جانے)

دلت ای یارشد آن لوح اسرار کہ بردی حرف دیگر نیست جز یار

ولیکن چون برآید حرف دوئی چو لوح ازصورۂ کثرت نشوئی

ترجمہ:۔ وہ لوح تیری تجلّی سے اے دوست لوح اسرار بن گئی ہے کہ اس لوح پر سوائے دوست کے اور کچھ مرقوم نہیں ہے لیکن جب اس پر دوئی کی گفتگو تحریر نہیں ہے کلام دوئی نہیں کیا جاسکتا ہے پھر اس لوح کو صاف نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ کثرت کی تحریر کو مٹا نہ دیا جائے۔

اُپ ۱۵ ابنی اسرائیل ۸۱

(ب ۴۵۶ پر صورت شکل صنوبری مرقوم ہے)

http://Ashrafi.org

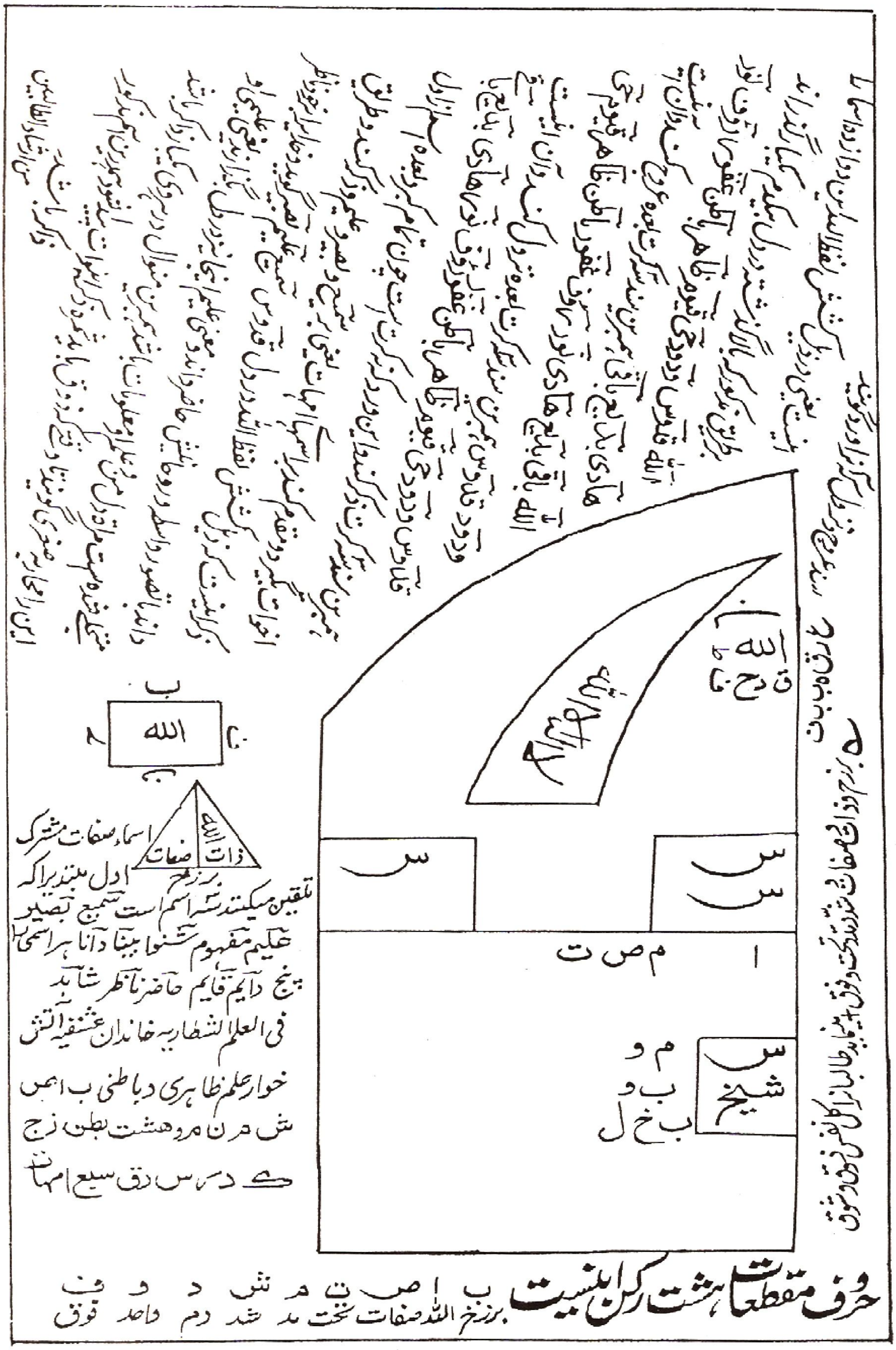
اللہ
ذات اللہ
صفات
اسماء صفات مشترک
س
س
شیخ
م ص ت
حروف مقطعات ہشت رکن النسبت

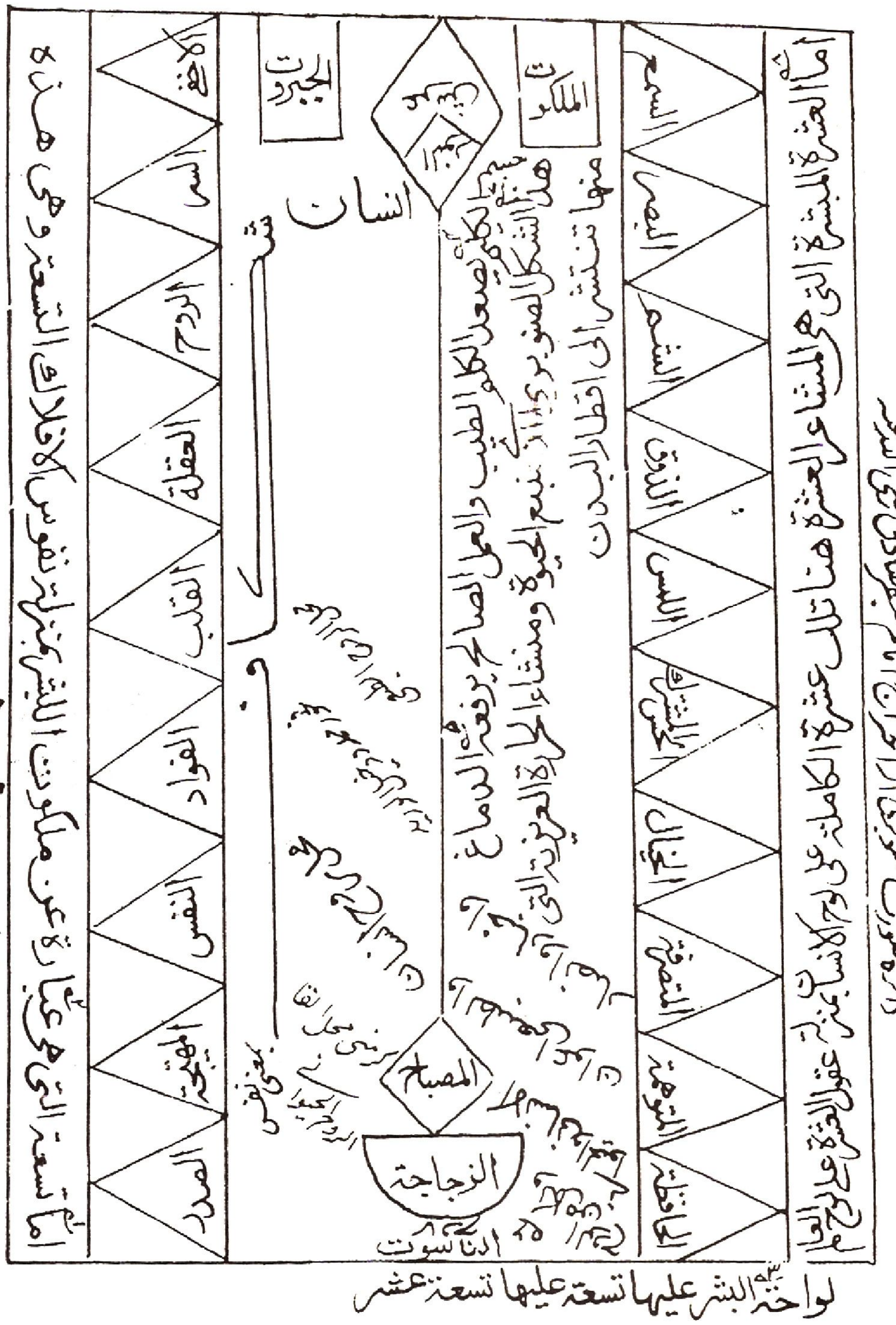

لواحة البشر علیها تسعة عشر

۱ وادا اینست ۲۱۲ لیکن نه که آن عبارت است از ملکوت بشر بمنزله نفوس افلاک تسعه پس آن این ست ۳۱۲ سوزنده است اومیان رافرشتگان برآن دوزخ نوزده اند ۴۱۲ بسوئے اوصعود میکند کلمات طیبه وبردار وعمل نیک را ۵۱۲ میگوید مراد از عمل دماغ است ۶۱۲ وبرائے ہریک از روح انسانی وحیوانی وطبعی اعوان واخبار وانصار است ۷۱۲ این شکل صنوبری منبع حیات ونشاء حرارت عزیزی است که منتشر میشود از و بسوئے اقطار بدن ۸۱۲ لیکن عشر مبشره که مشاعر است اینجا پس آن عشره کامله است برلوح انسان بمنزله عقوله عشره برلوح عالم ۱۲